گلشنِ صرف ونحو

صرف ونحو کے متعلق بیسیوں تحریرات کا خوبصورت گلدستہ (حصہ اول)

مؤلف: ابوالانس محمد عامر رضا عطاری المدنی

+923058853134

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ وعلی الک واصحبک یا حبیب اللہ ﷺ

کلماتِ آغاز:

کسی بھی فن کو کماحقہ سمجھنے کے لئے اس کی مبادیات، اصول وضوابط، مستثنیات اور اس سے متعلق فوائد و نکات کو جاننا اشد ضروری ہے۔ ایسے ہی اس کی بنیادی اصطلاحات اور تعریفات وامثلہ کا قاری کے ذہن میں نقش ہونا بھی بہت اہمیت کا حامل ہے تاکہ وہ اس فن کے متعلق سامنے آنے والی ہر بات کو باآسانی سمجھ سکے اور اپنے مبتدی کو اطمینان سے بتا سکے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ماہرین، تجربہ کار افراد اپنے اپنے فنون میں کتب لکھتے ہیں، کچھ ان کی شرح کرتے ہیں یا حاشیہ سے مزید کتاب کو چار چاند لگادیتے ہیں اور کچھ ان میں سے تسہیل، تلخیص، تخریج یا ترتیب کے ذریعے اپنی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ دورِ جدید میں جبکہ ہر طرف نئی نئی رنگینیوں کا سماں ہے اور ٹیکنالوجی اپنے عروج کو پہنچ چکی ہے تو بہت سے اصحاب علم اپنے اپنے انداز میں دیگر مصروفیات کے ساتھ ساتھ اس پلیٹ فارم پر بھی مختلف فنون کی تحریروں، پی ڈی ایف کتب، ویڈیوز وغیرہ طرق سے اپنی خدمات جاری رکھے ہوئے ہیں۔

جملہ علوم وفنون کی معرفت میں "علوم ادبیہ" مرکزی حیثیت رکھتے ہیں جنہیں بعض نے بارہ اقسام پر منحصر کیا جبکہ بعض کے نزدیک دس ہیں جن میں سے دو یعنی صرف ونحو لغتِ عربی جاننے، سمجھنے اور مبتدی طلباء کو سمجھانے میں بنیادی مقام رکھتے ہیں۔ پھر عربی زبان کو جاننا ایک کلمہ گو اور نورِ رسالت ﷺ سے منور مسلمان کے لئے انتہائی ضروری ہے، اس کے بغیر احکام شرع کو علی وجہ الاتم نہیں جانا جاسکتا کیونکہ دین کا بہت بڑا حصہ اسی زبان میں ہے،

اس لئے ہمارے اسلاف اس زبان کو باقاعدہ سیکھتے رہے اور اپنے طلباء کو سیکھاتے رہے، مدارس میں بھی دیگر علوم سے پہلے عربی زبان کو ہی صرف ونحو کی صورت میں سیکھایا جاتا ہے تاکہ اسلامی احکام بعد میں صحیح طریق سے سمجھ آجائیں۔ آیئے لغتِ عربی سیکھنے کی فضیلت واہمیت پر کچھ اقوالِ سلف وصالحین سنتے ہیں:

عربی زبان سیکھنے کی اہمیت:

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"تعلموا النحو كما تعلّمون السّنن والفرائض "ترجمہ: تم نحو کو سیکھو جیسے سنن وفرائض کو سیکھتے ہو۔

مزید فرمایا: "رحم الله امرءا اصلح من لسانه "ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے اپنی زبان کو بہتر کر لیا یعنی اسے اچھی طرح سیکھ لیا۔

حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"تعلموا النحو، فإنه جمال للوضيع، وتركه هجنة للشريف "ترجمہ: تم نحو کو سیکھو کیونکہ اس کا سیکھنا عام شخص کی زینت ہے اور اسے نہ سیکھنا عقل مند کے لئے شرمندگی کا باعث ہے۔

امام شعبی فرماتے ہیں:

"النحو فى العلم كالملح فى الطعام لا يستغنىٰ عنه "ترجمہ: نحو علم سیکھنے میں ایسے ہے جیسے کھانے میں نمک کہ جس سے کوئی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اذا كان المحدث لايعرف النحو فهو كالحمار يكون على رأسه مخلاة ليس فيها شعير "ترجمہ: جو محدِّث نحو کو نہیں جانتا وہ اس گدھے کی طرح ہے جس کے سر پہ بوریاں تو ہوں لیکن ان میں جَو نہ ہوں یعنی وہ خالی ہوں۔

عربی زبان کی خصوصیات:

عربی زبان کی بے شمار خصوصیات ہیں جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

- قدیم زبان۔
- قرآن کی زبان۔
- حدیث کی زبان۔
- اس امت کے اخیار یعنی صحابہ کرام کی زبان۔
- اہل جنت کی زبان۔
- فرشتوں کی زبان۔
- عالمی زبان۔
- مذہبی زبان۔

اس مبارک زبان کی تسہیل و تبیین کے لئے کئی اصحاب نے اپنی خدمات سرانجام دیں اور اسے سہل بنانے کی پوری کوشش کی تاکہ طلباء اسے اچھی طرح سمجھ کر دین کے احکام کو جان سکیں۔اس سلسلہ میں بہت مبارک باد کے مستحق ہیں میرے ہم مکتب اور ہم درس **حضرت علامہ مولانا ابو الانس محمد عامر رضا عطاری مدنی زید شرفہ** جنہوں

نے اس کام کو جاری رکھتے ہوئے بہت ہی سہل اور منفرد انداز میں "گلشن صرف ونحو" کے نام سے پچاس تحریروں کا ہمیں گلدستہ پیش کیا اور یہ موصوف کی طرف سے پہلا سلسلہ ہے جو ان شاء اللہ آگے جاری رہے گا، اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عمل میں مزید اضافہ فرمائے اور صحت وعافیت کے ساتھ آپ سے دین کا کام لیتا رہے۔ آمین

کتبہ:العبدالفقیر احمدنوازؔقادری عطاری

فہرست مضامین

تحریر نمبر (1)

لفظ موسیٰ کی تحقیق

سوال: مُوسیٰ منصرف ہے یا غیر منصرف نیز اسم متمکن کی کونسی قسم میں آتا ہے؟ اور اس کا اعراب کس قسم کا ہو گا؟

جواب: مذکورہ سوال کا جواب سمجھنے سے پہلے مندرجہ ذیل چیزیں سمجھنا ضروری ہے:

- اسم مقصور کسے کہتے ہیں؟
- اسم مقصور کی کتنی قسمیں ہیں؟
- اور ان میں سے ہر ایک کا اعراب کیا آتا ہے؟

اسم مقصور کی تعریف:

وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورہ لفظا یا تقدیرا ہو

لفظا کی مثال: " الصلاۃ علی سید الانبیاء محمد المصطفیٰ وعلی آلہ المجتبیٰ " اس میں "المصطفیٰ و المجتبیٰ" کے آخر میں الف مقصورہ لفظی ہے۔

تقدیرا کی مثال: " فالخاص لفظ وضع لمعنًی معلوم او لمسمًّی معلوم علی الانفراد " اس میں "معنًی و مسمًّی" کے آخر میں التقائے ساکنین کی وجہ سے الف مقصورہ تقدیری ہے۔

الف مقصورہ کب لفظی ہو گا اور کب تقدیری ہو گا؟

الف مقصورہ اسم کے آخر میں لفظاً اس وقت ہو گا جب اسم مقصور مضاف ہو یا اس کے شروع میں الف لام ہو۔ اور تقدیرا اس وقت ہو گا جب مذکورہ دونوں صورتیں نہ ہو جیسا کہ سابقہ امثلہ سے دیکھا جا سکتا ہے کہ " المصطفیٰ و المجتبیٰ" کے آخر میں لفظا ہے، کیونکہ شروع میں الف لام ہے، جب کہ " معنًى و مسمًّى "کے آخر میں تقدیرا ہے کیونکہ ان کے شروع میں نہ الف لام ہے نہ مضاف ہیں۔

اسم مقصور کی قسمیں:

اسم مقصور کی دو قسمیں ہیں

وہ اسم مقصور جس کے آخر میں الف مقصورہ زائدہ (یعنی حروف اصلیہ کا حصہ نہ ہو) تانیثی ہو (یعنی مؤنث کے لیے ہو) نہ کہ زائدہ الحاقی (یعنی رباعی پر لے جانے کے لیے الف نہ لگایا گیا ہو) و تکثیری ہو (یعنی چار سے زائدہ حروف کرنے کے لیے الف نہ لگایا گیا ہو) جیسے "حبلی و کبری و بشریٰ "وغیرہ

توان سب کے آخر میں الف مقصورہ زائدہ تانیثی ہے نہ کہ زائدہ الحاقی و تکثیری ہے اور یہ وہی قسم ہے جو غیر منصرف کی بحث میں آتی ہے، جس میں ایک سبب دو کے قائم مقام ہوتا ہے۔ اور یہ اسم متمکن کی قسم غیر منصرف میں آتی ہے تینوں حالتوں میں اعراب تقدیری کے ساتھ۔

پہلی قسم کی اعرابی حالتیں:

جس اسم کے آخر میں الف مقصورہ زائدہ تانیثی ہو تو اس کی حالت رفعی ضمہ تقدیری سے اور حالت نصبی و جری فتحہ تقدیری سے آتی ہے جیسے "جاءت بشریٰ و ضربت بشریٰ و نظرت الی بشریٰ "

وہ اسم مقصور جس کے آخر میں الف مقصورہ زائدہ تانیثی نہ ہو خواہ وہ اصلی ہو یا زائدہ الحاقی ہو یا زائدہ تکثیری ہو یا وہ نہ اصلی ہو نہ زائدہ ہو۔

الف مقصورہ اصلی ہو اور زائدہ تانیثی نہ ہونے کی مثال: "المصطفیٰ و المجتبیٰ و المعنی "وغیرہ

اور الف مقصورہ زائدہ الحاقی کی مثال: "ذِفْرٰی و اَرْطی"وغیرہ

اور الف مقصورہ نہ اصلی ہو نہ زائدہ تانیثی ہو نہ زائدہ الحاقی و تکثیری ہو اس کی مثال:

" مُوسٰی وعِیسٰی "وغیرہ جب علم وغیر عربی ہوں۔

دوسری قسم کی اعرابی حالتیں:

اس قسم کی اعرابی حالتوں میں تین احتمال بنتے ہیں۔

الف مقصورہ اصلی ہو نہ زائدہ تانیثی والحاقی و تکثیری ہو تو اس کی حالت رفعی ضمہ تقدیری سے اور حالت نصبی فتحہ تقدیری سے اور حالت جری کسرہ تقدیری سے آتی ہے جیسے "جاء الفتٰی و رأیت الفتٰی ونظرت الی الفتٰی"

اور اسم متمکن کی اقسام میں یہ ہی قسم ہوتی ہے اور اس کو اسم مقصور منصرف کہا جاتا ہے۔

الف مقصورہ نہ اصلی ہو نہ زائدہ تانیثی والحاقی و تکثیری ہو اور وہ اسم غیر منصرف ہو دو سبب کے پائے جانے کی وجہ سے تو اس کے اعراب کی حالتیں وہی ہوں گی جو پہلی قسم کی ہیں یعنی حالت رفعی ضمہ تقدیری سے اور حالت نصبی و جری فتحہ تقدیری سے ہو گی جیسے "جاء عیسٰی و رأیت عیسٰی و نظرت الی عیسٰی"

الف مقصورہ نہ اصلی ہو نہ زائدہ تانیثی والحاقی وتکثیری ہو اور وہ اسم منصرف ہو دو سبب کے نہ پائے جانے کی وجہ سے تو اس کی اعراب کی حالتیں اسم مقصور منصرف والی ہوں گی یعنی حالت رفعی ضمہ تقدیری سے اور حالت نصبی فتحہ تقدیری سے اور حالت جری کسرہ تقدیری ہو گی۔

تو اس ساری گفتگو کے بعد اب " مُوْسٰی "کو دیکھتے ہیں:

تو موسی کو اگر" اَوْسٰی یُوْسِی "سے اسم مفعول کا صیغہ لیں تو اس صورت میں اس کا اعراب اسم مقصور منصرف والا ہو گا یعنی حالت رفعی ضمہ تقدیری سے اور حالت نصبی فتحہ تقدیری اور حالت جری کسرہ تقدیری سے ہو گی اور اس کے آخر میں الف مقصورہ اصلی ہو گا اور اگر اس کو غیر عربی یعنی علم عجمی لیں تو اس صورت میں اس کا اعراب غیر منصرف اسم مقصور والا ہو گا یعنی اس کی حالت رفعی ضمہ تقدیری سے اور حالت نصبی وجری فتحہ تقدیری سے ہو گی۔ اور اس کے آخر میں الف مقصورہ نہ اصلی ہو گا نہ زائدہ تانیثی والحاقی وتکثیری ہو گا۔

تحریر نمبر(2)

لفظ" أَیّ اور أَیّۃ "کی تحقیق

سوال:" أَیّ و أَیّۃ" کی کتنی اقسام ہیں؟ نیز ان میں کتنے ترکیبی احتمال ہیں؟

جواب:"أَیّ "کی پانچ اقسام ہیں : (1) اسم شرط جازم (2) اسم استفہام (3) اسم موصول (4) وصلیّہ (5) کمالیّہ

(1) "أَیّ "شرطیہ کی وضاحت:

"أَيّ "شرطیہ معرب اور اس کا اعراب مضاف الیہ کے اعتبار سے ہوتا ہے، شرط اور جزاء فعل مضارع ہو تو جزم دیتا ہے اور جب یہ مضاف ہو کر استعمال نہ ہو تو تنوین کے ساتھ ہو گا جیسے " أَيّاً ما تدعوفله الاسماء الحسنی" جب اس کے ساتھ ماکافہ زائدہ لاحق ہو تو اس وقت یہ عمل نہیں کرے گا جیسے أَيَّما عمل تعملُ أعملُ"

ترکیبی احتمال:

جب اس سے پہلے حرف جار ہو تو مجرور ہو گا جیسے "بأَيّ مكان تجلسْ أجلسْ" جب اس سے پہلے مضاف ہو تو مضاف الیہ ہو گا جیسے "أمامَ أَيّ مقعد تجلسْ أجلسْ" جب ظرف کی طرف مضاف ہو تو نائب مفعول فیہ ہو گا جیسے "أَيَّ ساعة تطلبْني تجدْني "جب فعل کے اپنے یا اس کے ہم معنی مصدر کی طرف مضاف ہو تو مفعول مطلق ہو گا "أَيّ عمل تعملْ أعملْ" جب اس کے بعد فعل شرط لازم ہو تو مبتدا ہو گا جیسے "أَيّ طالب يضحكْ أقاصِصْه" اسی طرح جب اس کے بعد فعل ناقص ہو تو مبتدا ہو گا جیسے "أَيّ إنسان يكنْ محترما احترمْه" اسی طرح جب اس بعد فعل شرط متعدی ہو جس کے مفعولات مکمل ہو چکے ہوں تو بھی مبتدا ہو گا جیسے "أَيّ طالب يحترمْ قوانينَ مدرستِه يُحترمْ" اور جب اس بعد فعل متعدی ہو جس کے مفعولات مکمل نہ ہوں تو مفعول بہ ہو گا جیسے "أَيّ مواطن تساعدْ تُكَافَأْ"

"أَيّ" کا معنی:

"أَيّ "جب نکرہ کی طرف مضاف ہو تو بمعنی کل ہو گا اور معرفہ کی طرف مضاف ہو تو بمعنی بعض ہو گا۔

(2)"أَيّ "استفہامیہ کی وضاحت:

"أَیّ "استفہامیہ معرب اور ذوی العقول اور غیر ذوی العقول دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے،اس کے ذریعے کسی چیز کی تعیین کرنے کے لیے سوال کیا جاتا ہے،اور یہ مضاف ہوکر ہی استعمال ہوتا ہے۔

ترکیبی احتمال:

جب اس کے بعد فعل لازم ہو تو مبتدا ہو گا جیسے "أَيٌّ طالب ضحك " اسی طرح جب اس کے بعد ظرف ہو تو مبتدا ہو گا جیسے " أَيٌّ كتاب أمامك "اوراسی طرح جب اس کے بعد جار مجرور ہوں تو بھی مبتدا ہو گا جیسے " أَيٌّ تلميذ في الملعب " جب اس بعد فعل متعدی ہو جس کے مفعول پورے ہو چکے ہوں تو بھی مبتدا ہو گا جیسے " أَيٌّ طالب كافأته "جب اس کے بعد ایسا اسم ہو جو مبتدا بن رہا ہو تو خبر ہو گا جیسے "أَيُّ الطلاب المجتهد"جب اس سے پہلے حرف جار ہو تو مجرور ہو گا جیسے "بأَيِّ حق تضرب أخاك" جب اس کے بعد فعل متعدی ہو جس کے مفعولات مکمل نہ ہوئے ہوں تو مفعول بہ ہو گا جیسے "أَيَّ طالب كافأتَ" جب مضاف ہو ایسے مصدر کی طرف جو اپنے مابعد فعل کے لفظوں سے ہو یاہم معنی ہو تو مفعول مطلق ہو گا جیسے "أَيَّ كلام تتكلّم و أَيَّ قعود تجلس" جب اس سے پہلے مضاف آجائے تو مضاف الیہ ہو گا جیسے "على يدى اىّ معلّم تتعلّم" جب مضاف ہو ظرف کی طرف تو نائب مفعول فیہ ہو گا جیسے "أَيَّ ساعة تذهب الى الجامعة" اور جب مضاف نہ ہو تو اس وقت تنوین کے ساتھ ہو گا جیسے "أَيًّا من الناس تصادق"

(3) "أَیّ"موصولہ کی وضاحت

یہ بمعنی الذی اور اسم معرب ہوتا ہے،اور اس کو مبنی علی الضم پڑھنا بھی جائز ہے اس وقت جب مضاف ہوکر استعمال ہو اور صدر صلہ کو حذف کیا گیا ہو جیسے "ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا "اور مذکر، مؤنث ،

واحد، تثنیہ اور جمع اور ذوی العقول اور غیر ذوی العقول سب کے لیے استعمال ہوتا ہے، معرفہ کی طرف ہی مضاف ہوتا ہے، اگر مضاف ہو کر استعمال نہ ہو تو تنوین کے ساتھ ہو گا۔

ترکیبی احتمال:

یہ فاعل ہوتا ہے جیسے "ینجح أَیٌّ ھو صاحب اجتھاد" مفعول بہ بھی ہوتا ہے جیسے "أحترمُ أیًّا ھو صاحب اجتھاد" اور اسی طرح مجرور ہوتا ہے حرف جار کے ساتھ جیسے "مررتُ بأَيٍّ ھو صاحب اجتھاد" اور مبتدا نہیں ہوتا۔

(4) "أَيّ" وصلیہ کی وضاحت

یہ اسم مبھم ہے، اس کے ساتھ ھاء تنبیہ ہوتا ہے، ھذا اسم اشارہ بھی بعض اوقات اس کے ساتھ ہوتا ہے جیسے "یا أیّھذا المصلح" اور اسی طرح اسم معرفہ کی نداء کے لیے بھی استعمال اور ہمیشہ مبنی علی الضم ہوتا ہے جیسے "یا أَیّھا الطالب ادرسْ"

ترکیبی احتمال:

اس کا مابعد اسم جامد ہو تو "أَيّ" مبدل منہ یا معطوف علیہ جب کہ اسم جامد بدل یا عطف بیان ہو گا جیسے "أَیّھا الرجل انتبہْ" اور اگر اس کا مابعد مشتق ہو تو "أَيّ" موصوف اور مابعد مشتق صفت ہو گا جیسے "یا أَیّھا الطالب ادرسْ"

(5) "أَيّ" کمالیہ کی وضاحت

یہ کمال کے حصول کے لیے دلالت کرتا ہے حسن ورداءت میں اور ہمیشہ نکرہ کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہوتا

ترکیبی احتمال:

اور یہ نکرہ کے بعد آئے توصفت بنتا ہے جیسے "زیدعامل أيُّ عامل مررتَ بفاسق أيِّ فاسق "اور معرفہ کے بعد آئے توحال بنتا ہے جیسے "مررتَ بزید أيِّ مھذب"

نوٹ:

"أيّة"سابقہ تمام چیزوں میں "أيّ"کی طرح ہے۔

تحریر نمبر(3)

مشتقات کی ترکیبِ نحوی کے اعتبار سے تحقیق

سوال: مشتقات کو معمولات کے ساتھ ملائے بغیر ترکیب کرنا کیسا؟

جواب:مشتقات کو معمولات کے ساتھ ملائے بغیر ترکیب کرنادرست نہیں جیسے افعال کو معمولات کے ساتھ ملائے بغیر ترکیب کرنادرست نہیں ہوتا جیسے "زید ضرب"میں "ضرب"کوڈائریکٹ "زید"کی خبر بنانادرست نہیں بلکہ درست یہ ہے کہ "ضرب"فعل اس میں "ھو"ضمیر فاعل معمول،فعل اپنے فاعل معمول سے ملکر "زید"مبتدأ کے خبر،اسی طرح "زید ضارب"میں "ضارب"کوڈائریکٹ خبر بنانادرست نہیں،بلکہ درست یہ ہے کہ "ضارب"اسم فاعل اس میں "ھو"ضمیر فاعل معمول،اسم فاعل اپنے فاعل معمول سے ملکر شبہ جملہ اسمیہ ہوکر "زید"مبتدأ کی خبر، اسی طرح دیگر مشتقات کا معاملہ ہے۔الفوائد الشافیہ میں ہے:"لان اسم المفعول و سائر الصفات المشتقة مع مرفوعھا معمولة " یعنی اسم مفعول اور دیگر صفات مشتقہ اپنے مرفوع معمول کے ساتھ ملکر معمول بنتے ہیں،اسی طرح علامہ غلام جیلانی علیہ الرحمہ نے البشیر الکامل میں "الرحمن الرحیم"کے تحت فرمایا: یہ دونوں صیغہ صفت ہیں جو کہ ترکیب میں فاعل کے ساتھ ملائے بغیر صفت قرار دیناخطائے فاحش ہے۔لہذا مشتقات کو معمولات کے ساتھ

ملائے بغیر ترکیب کرنادرست نہیں ہو گا۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ خواہ عامل مشتق ہو جیسے اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ اور اسم تفضیل وغیرہ عند البصریین فعل اور عند الکوفیین مصدر، یا عامل غیر مشتق ہو جیسے عند البصریین مصدر عند الکوفیین فعل، تو ان سب کو ان کے معمولات کے ساتھ ملا کر ترکیب کرنادرست ہو گا، ملائے بغیر ترکیب کرنا درست نہیں۔

تحریر نمبر (4)

افعال، مشتقات، مصادر اور جامدات کی پہچان

سوال: عبارت میں افعال، مشتقات، مصادر اور جامدات کی پہچان کیسے کی جائے؟

جواب: کسی بھی کلمہ کے بارے میں جانناہو کہ یہ فعل ہے یا مصدر ہے یا مشتق ہے یا جامد ہے، سب سے پہلے دیکھیں کہ وہ محض حدوثی معنی پر دلالت کر رہاہے یاذات پر، اگر محض حدوثی معنی پر دلالت کرے تو مصدر ہو گا۔

اگر ذات پر دلالت کرے تو پھر دیکھیں محض ذات پر دلالت کر رہاہے یا ذات کے ساتھ ساتھ حدوثی معنی پر دلالت کر رہاہے یا ذات اور حدوثی معنی کے ساتھ ساتھ زمانہ پر بھی دلالت کر رہاہے، اگر محض ذات پر دلالت کرے تو جامد ہو گا اور اگر ذات کے ساتھ ساتھ حدوثی معنی پر بھی دلالت کرے تو مشتق ہو گا اگر ذات اور حدوثی معنی کے ساتھ زمانہ پر دلالت کرے تو فعل ہو گا۔

جیسے کتاب الطھارۃ

اس میں " کتاب" کے بارے میں جانتے ہیں کہ یہ مصدر ہے یا نہیں، تو "کتاب" مصدر نہیں کیونکہ کتاب محض حدوثی معنی پر دلالت نہیں کر رہی۔ اب دیکھتے ہیں کہ " کتاب" مشتق ہے یا نہیں، تو" کتاب" مشتق نہیں کیونکہ

"کتاب" ذات پر تو دلالت کر رہی ہے لیکن حدوثی معنی پر نہیں۔ اب دیکھتے ہیں کہ "کتاب" فعل ہے یا نہیں، تو "کتاب" فعل بھی نہیں کیونکہ ذات پر تو دلالت کر رہی ہے لیکن حدوثی معنی پر بھی دلالت نہیں کر رہی اسی طرح زمانہ پر بھی دلالت نہیں کر رہی۔

اب دیکھتے "کتاب" جامد ہے یا نہیں، تو "کتاب" جامد ہے کیونکہ یہ محض ذات پر دلالت کر رہی ہے۔

نوٹ:

اس طرح چند دنوں تک پریکٹس کی جائے تو ان شاءاللہ ان سب کی پہچان کرنا آسان ہو جائے گا۔

تحریر نمبر (5)

اصل کے اعتبار سے جملہ کی اقسام

سوال: ترکیب کرتے ہوئے کیا فنی اعتبار سے جملہ قولیہ، جملہ شرطیہ، جملہ قسمیہ، جملہ معطوفہ، جملہ ظرفیہ، جملہ ندائیہ اور جملہ مفسرہ وغیرہ کہنا درست ہے؟

جواب: سوال کا جواب سمجھنے سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اصل کے اعتبار سے جملہ کی کتنی اقسام ہیں؟

اصل کے اعتبار سے جملہ کی اقسام: (1) اسمیہ (2) فعلیہ

اصل کے اعتبار سے جملہ کی دو قسمیں ہیں

آئیں اب دیکھتے ہیں کہ سوال میں ذکر کردہ اقسام اصل کے اعتبار سے جملہ کی قسمیں بنتی ہیں یا نہیں۔

جملہ قولیہ:

قول اپنے مقولہ سے ملکر جملہ قولیہ بنانا اصل کے اعتبار سے جملہ کی قسم ہی نہیں جب جملہ کی قسم ہی نہیں توترکیب کرتے ہوئے جملہ قولیہ کہنا بھی درست نہیں ہو گا۔

جملہ شرطیہ:

شرط کو اپنی جزا سے ملا کر جملہ شرطیہ بنانا بھی درست نہیں کیونکہ اصل کے اعتبار سے یہ بھی جملہ کی قسم نہیں سب نحاۃ کے نزدیک ہاں نحویوں نے اس بات کو لکھا کہ اصل کے اعتبار سے یہ جملہ فعلیہ ہے شرطیہ نہیں لیکن جملہ کی قسم نہ ہونے کے باوجود ترکیب میں ایک نئی اصطلاح رائج ہو گی اور اسی وجہ سے ہمارے ہاں جب شرط اور جزا والا جملہ آ جائے توترکیب کرتے ہوئے جملہ شرطیہ کہا جاتا ہے۔

جملہ قسمیہ:

قسم کو مقسم بہ کے ساتھ ملا کر جملہ قسمیہ بنانا بھی درست نہیں اس لیے وہ بھی اصل کے اعتبار سے جملہ کی قسم نہیں جب اصل کے اعتبار سے جملہ کی قسم ہی نہیں توترکیب کرتے ہوئے جملہ قسمیہ کہنا بھی درست نہیں۔

جملہ معطوفہ:

اسی طرح معطوف علیہ کو معطوف سے ملا کر جملہ معطوفہ بھی کہنا درست نہیں کیونکہ جملہ معطوفہ بھی اصل کے اعتبار سے جملہ کی قسم نہیں۔

جملہ ظرفیہ:

کتب نحو میں اصل کے اعتبار سے جملہ کی قسم ظرفیہ بھی لکھی ہوئی ملتی ہے لیکن اکثر نحویوں کے نزدیک یہ بھی جملہ کی کوئی الگ سے قسم نہیں بلکہ جملہ فعلیہ ہی ہے اس لیے ترکیب کرتے ہوتے جملہ ظرفیہ نہ کہا جائے۔

جملہ ندائیہ:

نداء کو منادی سے ملا کر جملہ ندائیہ کہنا بھی درست نہیں اس وجہ سے کہ یہ بھی اصل کے اعتبار سے جملہ کی قسم نہیں۔

جملہ مفسرہ:

مفسَّر کو مفسِّر سے ملا کر جملہ مفسرہ کہنا بھی درست نہیں وجہ وہی کہ یہ بھی جملہ کی اصل کے اعتبار سے قسم نہیں۔

نوٹ:

ان دو قسموں اسمیہ وفعلیہ کے علاوہ بھی اگر کوئی جملہ کی ترکیب کرتے ہوئے اصل کے اعتبار سے قسم بنائی جاتی ہے تو وہ بھی جملہ کی قسم نہیں ہو گی اور اس طرح اس جملہ کی ترکیب کرنا بھی درست نہیں ہو گا۔

تحریر نمبر (6)

تصغیر بنانے کی شرائط

سوال: تصغیر بنانے کے لیے کتنی اور کون کونسی شرائط ہیں؟

جواب: کسی بھی کلمہ کی تصغیر بنانے کے لیے چار شرائط کا ہونا ضروری ہیں۔

پہلی شرط: کلمہ کا اسم ہونا ضروری ہے۔

اگر فعل یا حرف ہو تو اس کی تصغیر نہیں لائی جائے گی اگر کہیں بنی ہوئی ہو تو وہ شاذ ہو گی۔

دوسری شرط: اسم کا حرف کی مشابہت میں غلو کرنے والا نہ ہونا۔

لہذا مضمرات واشارات وموصولات ومَن ُو کیف اور ان جیسے دیگر اسماء کی تصغیر نہیں بنائی جائے گی اگر بعض موصولات واشارات کی تصغیر کہیں لائی گی ہو تو وہ شاذ ہو گی۔

تیسری شرط: اسم کا تصغیر اور تصغیر کے مشابہ صیغہ سے خالی ہونا۔

تولہذا "کُمَیْت و شُعَیْب" جیسے اسماء کی تصغیر نہیں بنائی جائے گی کیونکہ یہ پہلے سے ہی مصغر ہیں۔

اسی طرح "مُهَیْمِن و مُسَیْطِر" جیسے اسماء کی بھی تصغیر نہیں بنائی جاسکتی کیونکہ یہ تصغیر کے صیغہ کے مشابہ ہیں۔

چوتھی شرط: اسم کا تصغیر کو قبول کرنے والا ہونا۔

لہذا بڑائی کے معنی رکھنے والے اسماء کی تصغیر نہیں آئے گی جیسے اللہ تعالیٰ وانبیاء اور ملائکہ کے اسماء مبارکہ

اسی طرح عظیم وجسیم وجمع کثرت وکل وبعض بھی تصغیر نہیں بنائی جائے گی۔

اسی طرح مہینوں اور ہفتوں کے اسماء کی بھی امام سیبویہ کے نزدیک تصغیر نہیں بنائی جائے گی۔

تحریر نمبر (7)

مضارع معرب کیوں، اسمائے افعال مبنی کیوں؟

سوال: مضارع معرب کیوں ہوتا ہے؟ جب کہ افعال میں اصل مبنی ہونا ہے، اسی طرح اسمائے افعال مبنی کیوں ہوتے ہیں؟ جب کہ اسماء میں اصل معرب ہونا ہے

جواب: سوال کا جواب سمجھنے سے پہلے ایک اصول کو جاننا اور یاد رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

اصول:

جب ایک چیز دوسری چیز کے ساتھ کامل طور پر مشابہت رکھے تو وہ اس کا حکم لے لیتی ہے۔

اس قاعدہ کے تحت اگر کسی معرب چیز کو مبنی چیز سے کامل طور پر مشابہت ہو تو معرب چیز مبنی بن جاتی اور مبنی چیز کو معرب سے کامل طور پر مشابہت ہو تو مبنی چیز معرب بن جاتی ہے۔

فعل مضارع معرب کیوں ہوتا ہے؟

فعل مضارع کی اسم معرب کے ساتھ درج ذیل کے اعتبار سے کامل طور پر مشابہت ہے، جس کی وجہ سے فعل مضارع معرب ہوتا ہے۔

(1) فعل مضارع کو اسم کے ساتھ حرکات وسکنات کے اعتبار سے مشابہت ہوتی ہے

جیسے: (یضرب) و (ضارب)

اس "ضارب" میں ضاد پر فتحہ تو "یضرب" میں یاء پر فتحہ اور "ضارب" میں الف ساکن تو "یضرب" میں ضاد ساکن اور "ضارب" میں راء پر کسرہ تو "یضرب" میں راء پر کسرہ اور "ضارب" میں باء پر ضمہ تو "یضرب" میں باء پر ضمہ ہے۔

(2) فعل مضارع کو اسم کے ساتھ شروع میں لام تاکید کے داخل ہونے میں مشابہت ہوتی ہے

جیسے: (ان زیدا لَیقوم) و (ان زیدا لَقائم)

اس میں "لَقائم" کے شروع میں لام تاکید تو "لَیقوم" کے شروع میں بھی لام تاکید ہے۔

(3) فعل مضارع کو اسم کے ساتھ حروف کی تعداد میں مشابہت ہوتی ہے

جیسے: (یضرب) و (ضارب)

اس میں "ضارب" میں چار حروف "(ض، ا، ر، ب)" ہیں تو "یضرب" میں بھی چار حروف "(ی، ض، ر، ب)" ہیں۔

(4) فعل مضارع کو اسم کے ساتھ حال واستقبال کے اعتبار سے مشابہت ہوتی ہے۔

جیسے: (زید یضرب اخاہ) و (زید ضارب اخاہ)

اس میں "زید ضارب اخاہ" حال والا معنی: "زید اپنے بھائی کو مارتا ہے" استقبال والا معنی: "زید اپنے بھائی کو مارے گا" اسی طرح "زید یضرب اخاہ" حال والا معنی: "زید اپنے بھائی کو مارتا ہے" استقبال والا معنی: "زید اپنے بھائی کو مارے گا"

(5) فعل مضارع کو اسم کے ساتھ نکرہ کی صفت واقع ہونے میں مشابہت ہوتی ہے

جیسے: (قام رجل یضرب) و (قام رجل عالم)

اس میں "قام رجل عالم" میں اسم معرب "عالم" نکرہ "رجل" کی صفت ہے تو اسی طرح "قام رجل یضرب" میں "یضرب" فعل مضارع "رجل" نکرہ کی صفت ہے۔

اسمائے افعال مبنی کیوں ہوتے ہیں؟

اسمائے افعال کی مبنی الاصل کے ساتھ درج ذیل کے اعتبار سے کامل طور پر مشابہت ہے جس کی وجہ سے اسمائے افعال مبنی ہوتے ہیں۔

(1) اسمائے افعال کو مبنی الاصل فعل ماضی و امر حاضر معروف کے ساتھ بمعنی ماضی و امر ہونے میں مشابہت ہوتی ہے

جیسے: (روید زیدا) و (اِضْرِبْ زیدا) و (هیهات ذلك) و (ضَرَبَ زید)

اس میں "اِضْرِبْ" فعل بمعنی امر حاضر معروف ہے اسی طرح "روید" اسم بمعنی امر حاضر معروف ہے اور "ضَرَبَ" فعل بمعنی ماضی ہے اسی طرح "هیهات" اسم بمعنی ماضی ہے۔

اعتراض:

اسمائے افعال بمعنی مضارع بھی مستعمل ہوتے ہیں جیسے "اف" بمعنی فعل مضارع "اتضجر" اور "اوہ" بمعنی فعل مضارع "اتوجع" تو لہذا آپ کا اسمائے افعال کو دو معنی ماضی و امر میں منحصر کرنا درست نہیں۔

جواب:

جو اسمائے افعال بمعنی مضارع ہوتے وہ اسماء اصل میں بمعنی ماضی ہوتے ہیں اور انشاء کے قصد کی وجہ سے ان اسماء بمعنی ماضی کو مضارع بمعنی حال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ مضارع بمعنی حال انشاء کے مناسب ہے کیونکہ انشاء زمانہ حال ہی میں ہوتی ہے اگرچہ اس کا وقوع زمانہ استقبال میں ہوتا ہے۔

تحریر نمبر (8)

اسماء، افعال اور حروف میں اعراب وبناء کے اعتبار سے اصل

سوال: اسماء، افعال اور حروف میں اعراب وبناء کے اعتبار سے اصل کیا ہے؟ مع علت بیان کر دیں

جواب: اسماء میں اصل معرب ہونا، افعال اور حروف میں اصل مبنی ہونا ہے۔

علت:

اسماء میں اصل معرب ہونا اس لیے کہ اسم کبھی فاعل، مفعول اور کبھی مضاف الیہ بنتا ہے، جس کی وجہ سے اسم کی مختلف حالتیں ہیں، کبھی فاعلی حالت میں ہوتا ہے جیسے: "جاء زید"، اور کبھی مفعولی حالت میں ہوتا ہے جیسے: "رأیت زیدا" اور کبھی مجروری حالت میں ہوتا ہے جیسے: "نظرت الی زید"

تو ان مختلف حالتوں کو ظاہر کرنے کے لیے ایسی چیز کا ہونا ضروری تھا جو ان کو ظاہر کرے تو نحاۃ نے ان حالتوں کو ظاہر کرنے کے لیے اعراب یعنی رفع، نصب اور جر کا انتخاب کیا تاکہ اس اعراب کے ذریعے اسم کی مختلف حالتیں معلوم ہو سکے کہ رفع ہو گا تو حالت فاعلی میں ہو گا اور نصب ہو گا تو حالت مفعولی میں ہو گا اور جر ہو گا تو حالت مجروری میں ہو گا تو لہذا اسی وجہ سے اسماء میں اصل معرب ہونا ہے۔

جبکہ افعال اور حروف نہ ہی فاعل بنتے اور نہ ہی مفعول اور نہ مضاف الیہ جس کی وجہ سے ان کی مختلف حالتیں نہیں کہ کبھی فاعلی حالت میں ہوں اور کبھی مفعولی حالت میں ہوں اور کبھی مجروری حالت میں ہوں اور جب ان کی حالتیں ہی نہیں تو کسی ایسی چیز کی نحاۃ کو حاجت بھی نہیں پڑی جس سے ان کو ظاہر کیا جائے تو لہذا اس لیے افعال اور حروف میں اصل مبنی ہونا ہے۔

تحریر نمبر (9)

جملہ شرطیہ کا خبر بننا

سوال: کیا جملہ شرطیہ خبر بن سکتا ہے؟ جب کہ جملہ کی دو ہی قسمیں اسمیہ اور فعلیہ ہیں

جواب: نحو کی کتب میں جملہ کی دو قسمیں اسمیہ وفعلیہ لکھی ہوئی ملتی ہیں، اسی طرح ایک ظرفیہ بھی لکھی ہوئی ملتی ہے، جب کہ شرطیہ سب کے نزدیک بالاتفاق جملہ کی قسم ہی نہیں ہے بلکہ جملہ شرطیہ بھی اصل میں فعلیہ ہے لیکن اس کے جملہ کی قسم نہ ہونے کے باوجود ترکیب میں اصطلاح حادث رائج ہو گی۔

جب شرطیہ اصل میں فعلیہ ہے تو جس طرح جملہ فعلیہ مبتدأ کی خبر بن سکتا ہے تو اسی طرح جملہ شرطیہ بھی مبتدأ کی خبر بن سکتا ہے۔

جملہ شرطیہ کے مبتدأ کی خبر بننے یا نہ بننے میں نحویوں کے چار مذاہب ہیں۔

مذہب اول:

جملہ شرطیہ کے دونوں جزء شرط وجزا میں سے صرف شرط مبتدأ کی خبر ہوتی ہے۔

علت:

شرط مبتدأ کی خبر اس لیے ہوتی کہ شرط موقف علیہ کی حیثیت رکھتی ہے جو کہ اصل اور عمدہ ہے جزا کے مقابلہ میں جو کہ موقوف، فرع اور غیر عمدہ ہے۔

جیسے: "الرجل اِنْ ضربنی فضربتہ"

اس مثال میں "الرجل" مبتدأ جس کی خبر "ان ضربنی" شرط جو کہ موقوف علیہ، عمدہ اور اصل ہے۔

مذہب ثانی:

جملہ شرطیہ کے دونوں جزء شرط وجزا میں سے صرف جزا مبتدأ کی خبر ہوتی ہے۔

علت:

جزامبتدأ کی خبر اس لیے ہوتی کہ جزاہی مقصود ہوتی شرط کے مقابلہ میں جو کہ غیر مقصود ہے۔

جیسے سابقہ مثال: "الرجل اِنْ ضربنی فضربتہ"

اس میں "الرجل" مبتدأ جس کی خبر "فضربتہ" جزاہے جو کہ مقصود ہے شرط کے مقابلہ میں۔

مذہب ثالث:

جملہ شرطیہ کے دونوں جزء شرط وجزاکا مجموعہ مبتدأ کی خبر ہوتے ہیں۔

علت:

جملہ شرطیہ کے دونوں جزء شرط وجزاکا مجموعہ مبتدأ کی خبر اس لیے ہوتے ہیں کہ یہ ایک دوسرے کولازم ہیں کہ شرط جزاسے جدانہیں ہوسکتی اور جزاشرط سے جدانہیں ہوسکتی۔

جیسے سابقہ مثال: "الرجل اِنْ ضربنی فضربتہ"

اس میں "الرجل" مبتدأ جس کی خبر "ان ضربنی" شرط اور "فضربتہ" جزادونوں کا مجموعہ ہے۔

مذہب رابع:

جملہ شرطیہ کے دونوں جزءنہ الگ الگ مبتدأ کی خبر بن سکتے اور نہ ہی اکھٹے بن سکتے۔

علت:

یہ ایسے ہی ہے جیسے جملہ انشائیہ مبتدا کی خبر نہیں بن سکتا ابن انباری اور بعض کوفیوں کے نزدیک کہ خبر صدق و کذب کا احتمال رکھتی جب کہ انشاء صدق وکذب کا احتمال نہیں رکھتا۔

تحریر نمبر(10)

جار مجرور کا ترکیب میں نائب الفاعل بننا

سوال: کیا جار مجرور ترکیب میں نائب الفاعل بن سکتے ہیں یا نہیں ؟

جواب: جار مجرور ترکیب میں نائب الفاعل بن سکتے جیسے کہ تفسیر بیضاوی میں " غیر المغضوب علیھم "کے تحت "علیھم" کو محل رفع میں "المغضوب" کا نائب الفاعل بنایا گیا ہے۔

لیکن جار مجرور کے نائب الفاعل بننے میں تین مذہب ہیں۔

پہلا مذہب:

جار مجرور کا مجموعہ نائب الفاعل ہو گا

اعتراض:

جار مجرور کے مجموعہ کو نائب الفاعل کیسے بناسکتے ہیں جب کہ جار اپنے مجرور کے ساتھ اسم تو نہیں ہو تا جب کہ نائب الفاعل کا اسم ہونا ضروری ہے ؟

جواب:

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جب نائب الفاعل جار مجرور کا مجموعہ بنایا جائے تو یہ ایسے ہی ہو گا جیسے مبتدا کی خبر ظرف ہو تو اس میں جار مجرور کے مجموعہ کا اعتبار کیا جاتا ایک مذہب کے مطابق تو ایسے ہی نائب الفاعل بنانے میں بھی جار مجرور کے مجموعہ کا اعتبار کیا جائے گا۔

سوال:

خبر بنانے میں جار مجرور کے مجموعہ کا اعتبار کیوں کیا گیا؟

جواب:

خبر بنانے میں جار مجرور کے مجموعہ کا اعتبار اس وجہ سے کیا کہ جار مجرور کا مجموعہ اس عامل کی جگہ واقع ہوا ہے جو بصریوں کے نزدیک فعل جب کہ کوفیوں کے نزدیک شبہ فعل ہے تو فعل یا شبہ فعل کی جگہ جار اور مجرور دونوں ہیں تو اس لیے ان کے مجموعہ کا اعتبار کیا گیا ہے۔

دوسرا مذہب:

صرف مجرور نائب الفاعل ہو گا نہ کہ جار مجرور کا مجموعہ اس صورت میں سابقہ اعتراض سے بھی بچت ہو جائے گی۔

سوال:

آپ نے پیچھے ذکر کیا کہ ایک مذہب کے مطابق جار مجرور کے مجموعہ کا اعتبار کیا جائے گا خبر بنانے میں تو سوال یہ ہے کہ کیا خبر بنانے میں اور بھی مذہب ہیں؟

جواب:

ظرف یعنی جار مجرور اور مفعول فیہ کے خبر بننے میں تین مذہب ہیں عامل کے لفظوں میں مذکور نہ کی صورت میں۔

پہلا مذہب:

صرف وہ فعل یاشبہ فعل خبر ہوں گے جو فعل یاشبہ فعل مقدر ہیں نا کہ جو فعل یاشبہ فعل کے قائم مقام یعنی ظرف۔

دوسرا مذہب:

صرف قائم مقام یعنی ظرف خبر ہو گی نا کہ فعل یاشبہ فعل مقدر۔

تیسرا مذہب:

فعل یاشبہ فعل مقدر اور ان کے قائم مقام یعنی ظرف دونوں کا مجموعہ خبر ہو گی۔

تیسرا مذہب:

امام فراء کے نزدیک صرف جار نائب الفاعل ہے نہ کہ مجرور۔

تحریر نمبر (11)

غیر منصرف کے لیے تانیث کی شرائط

سوال: غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے تانیث کی کونسی شرائط ہیں؟

جواب: سوال کا جواب سمجھنے سے پہلے تانیث کی تعریف اور تانیث کی علامات کو سمجھنا ضروری ہے

تانیث یعنی مؤنث کی تعریف:

وہ اسم جس میں تانیث کی علامت ہو خواہ لفظا ہو یا تقدیرا ہو

تانیث کی علامات:

تانیث کی دو علامتیں ہیں

1- تاء 2- الف

تاء کی اقسام:

تاء کی دو قسمیں ہیں

1- ملفوظہ 2- مقدرہ

تائے ملفوظہ کی تعریف:

وہ تاء زائدہ جو اسم کے آخر میں ہو اور پڑھنے میں آئے اور وقف کے وقت ھاء ہو جائے اور اس سے پہلے فتحہ ہو

تائے مقدرہ کی تعریف:

وہ تاء جو اسم کے آخر میں ہو اور پڑھنے میں نہ آئے

الف کی اقسام:

الف کی دو قسمیں ہیں

1- مقصورہ 2- ممدودہ

الف مقصورہ کی تعریف:

جس اسم کا آخری حرف الف ہو اور اس کے بعد ہمزہ نہ ہو

(اس کو مفردہ بھی کہا جاتا ہے)

الف ممدودہ کی تعریف:

جس اسم کا آخری حرف الف کے بعد ہمزہ ہو

(اس کو غیر مفردہ بھی کہا جاتا ہے)

تائے تانیث ملفوظہ کی شرائط:

اس کی ایک ہی شرط ہے وہ یہ ہے کہ غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے لازمی طور پر علمیت شرط ہے جیسے "طلحة"

تائے تانیث مقدرہ کی شرائط:

اس کی دو قسم کی شرطیں ہیں

1- جوازی 2 - وجوبی

جوازی شرائط:

جوازی شرط صرف ایک ہی ہے اور وہ علمیت

وجوبی شرائط :

وجوبی شرطیں تین ہیں جن میں سے ایک کا پایا جانا ضروری ہے

1- وہ تین حروف سے زائد ہو جیسے "زینب"

2- اگر تین حروف سے زائد نہ ہو بلکہ تین ہو تو درمیانی حرف متحرک ہو جیسے "سقر"

(جہنم کے ایک طبقہ کا نام)

3- عجمہ ہو جیسے "ماہ وجور"

(دو شہروں کے نام)

الف مقصورہ کی شرائط:

غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے الف مقصورہ کی چار شرائط ہیں جن کا بیک وقت پایا جانا ضروری ہے

1- زائدہ ہو (یعنی حروف اصلیہ کا حصہ نہ ہو) جیسے " حبلی"

2- تانیثی ہو غیر تانیثی نہ ہو جیسے "بشری"

3- نہ ہی زائدہ الحاقی ہو (یعنی رباعی پر لے جانے کے لیے الف نہ لگایا گیا ہو)

4- اور نہ ہی زائدہ تکثیری ہو (یعنی چار سے زائد حروف کرنے کے لیے الف نہ لگایا گیا ہو)

الف ممدودہ کی شرائط:

غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے الف ممدودہ کی چار شرائط ہیں جن کا بیک وقت پایا جانا ضروری ہے

1- زائدہ ہو یعنی حروف اصلیہ کا حصہ نہ ہو جیسے " علماء"

2- تانیثی ہو غیر تانیثی نہ ہو جیسے " حمراء"

3- واؤ سے بدلا ہوا نہ ہو

4- یاء سے بدلا ہوا نہ ہو

تحریر نمبر(12)

ادات شرط ماضی کو محلاً مجزوم کیوں کر دیتے ہیں؟

سوال: اس کی کیا وجہ ہے کہ جب "ان "ناصبہ ماضی پر داخل ہو تو ماضی کو محلا منصوب نہیں کرتا جب کہ ادات شرط ماضی پر داخل ہوں تو ماضی کو محلا مجزوم کر دیتے ہیں؟

جواب: "أنْ "ناصبہ اور ادات شرط جیسے فعل مضارع پر داخل ہوتے ہیں ایسے ہی فعل ماضی پر بھی داخل ہوتے ہیں لیکن ان کے فعل ماضی پر داخل ہونے میں فرق ہے کہ ادات شرط فعل ماضی پر داخل ہو کر فعل ماضی کو مستقبل کے معنی میں کر دیتے ہیں جب کہ "أنْ "ناصبہ ماضی پر داخل ہو کر فعل ماضی کو مستقبل کے معنی میں نہیں کرتا اسی وجہ سے جب ادات شرط فعل ماضی پر داخل ہوتے ہیں تو فعل ماضی کو محلا مجزوم کر دیتے ہیں۔

کیونکہ انہوں نے جب فعل ماضی کے معنی میں اثر کیا کہ فعل ماضی کو مستقبل کے معنی میں کر دیا تو فعل ماضی کے محل میں بھی اثر کیا اور محل کو جزم دی اور فعل ماضی محلا مجزوم ہو گیا جب کہ "أن "ناصبہ نے فعل ماضی کے معنی میں اثر

نہیں کیا جب فعل ماضی کے معنی میں اثر نہیں کیا تو اس کے محل میں بھی اثر نہیں کیا اور جب محل میں اثر نہیں ہوا فعل ماضی محلا منصوب بھی نہیں ہو گا اور کبھی "أنْ" ناصبہ فعل مضارع پر داخل ہو کر محل رفع میں ہو تا ہے

جیسے قرآن کریم میں ہے:

" اَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ" تو اس میں "ان" ناصبہ محل رفع میں ہے مبتدا ہونے کی وجہ سے اور اسی طرح کبھی محل نصب میں ہو تا ہے

جیسے قرآن مجید میں ہے :

" وَ مَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى "تو اس میں "ان یفتری" محل نصب میں ہے خبر ہونے کی وجہ سے اور اسی طرح محل جر میں بھی ہو تا ہے

جیسے کہ قرآن پاک میں ہے:

"مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ "تو اس میں "ان یاتی" محل جر میں ہے مجرور (مضاف الیہ) ہونے کی وجہ سے۔

تحریر نمبر(13)

عطف بیان اور بدل کے درمیان فرق

سوال: عطف بیان اور بدل کے درمیان فرق کیا ہے؟

جواب: عطف بیان اور بدل کے درمیان آٹھ چیزوں میں فرق بیان کیا جاتا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1-فرق

عطف بیان نہ ضمیر ہو سکتا ہے نہ ضمیر سے بن سکتا ہے یعنی معطوف علیہ و مبین بھی ضمیر نہیں ہو سکتا کیونکہ عطف بیان صفت کی مثل ہے جیسے صفت ضمیر نہیں ہو سکتی اور ضمیر سے صفت بن نہیں سکتی ایسے ہی عطف بیان کا معاملہ ہے۔

جب کہ بدل خود ضمیر ہو سکتا ہے اور ضمیر غائب سے بدل بھی بن سکتا ہے۔ جیسے "رأیت زیدا إیاہ او رونرثہ ما یقول"

2-فرق

عطف بیان اور معطوف علیہ و مبین کا تعریف و تنکیر میں مطابق ہونا ضروری ہے جب کہ بدل مبدل منہ کا تعریف و تنکیر میں مطابق ہونا ضروری نہیں ہے۔ جیسے "الی صراط مستقیم صراط اللہ و بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ و رأیت بستانا اشجارھا"

3-فرق

معطوف علیہ و مبین کے مفرد ہونے کی صورت میں عطف بیان جملہ نہیں ہو سکتا جب کہ بدل جملہ ہو سکتا ہے جیسے "عرفتُ زیدا أبو من ھو"

4-فرق

عطف بیان جملہ کے تابع نہیں ہو سکتا جب کہ بدل ہو سکتا ہے۔ جیسے "اتبعوا المرسلین اتبعوا من لا یسئلکم اجرا"

نوٹ:

بدل جملہ ہونے کی صورت میں جملہ کے تابع بعض کے نزدیک ہے جب کہ اکثر کے نزدیک نہیں ہو سکتا۔

5-فرق

عطف بیان فعل ہونے کی صورت میں فعل کے تابع نہیں ہو سکتا جب کہ بدل فعل ہونے کی صورت میں فعل کے تابع ہو سکتا ہے جیسے "ومن یفعل ذلك یلق اثاما،یضٰعف له العذاب یوم القیامة"اس میں "یضعف" "یلق "سے بدل ہے تو اس میں "یضعف" "یلق" سے بدل ہے۔

6-فرق

عطف بیان معطوف علیہ و مبین جیسا نہیں ہو سکتا جب کہ بدل مبدل منہ جیسا ہو سکتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ بیان میں اضافہ کرنا مقصود ہو جیسے یعقوب واعرج کی قراءت میں "وتری کلَ أمة جاثنیة کل أمة تدعی الی کتابها" تو اس میں دوسرا کل پہلے کل سے بدل ہے۔

7-فرق

عطف بیان کو معطوف علیہ و مبین کی جگہ رکھنا جائز قرار دینے کی نیت سے درست نہیں جب کہ بدل میں درست ہے جیسے "یازید الحارث"میں "الحارث"عطف بیان "زید"سے کیوں اگر"الحارث "کو"زید"کی جگہ رکھیں جائز قرار دینے کی نیت سے تو"الحارث "الف لام کے ساتھ ہے جب منادی الف لام کے ساتھ ہو تو" أیها "وغیرہ کا اضافہ کرتے ہیں جب کہ"الحارث "بغیر "أیها"وغیرہ کے ہو گا جو کہ درست نہیں۔

8-فرق

عطف بیان کو فرض کرنے میں دوسرے جملہ سے ہونا لازم نہیں آتا جب بدل کو فرض کرنے میں دوسرے جملہ سے ہونا لازم آتا ہے جیسے "هند قام عمرو أخوها"

تو اس مثال میں "اخوها" "عمرو" سے عطف بیان ہے اور بدل بنانا درست نہیں ہے کیونکہ اگر بدل فرض کریں تو "اخوها" کا دوسرے جملہ سے ہونا لازم آئے گا یعنی اس کا تعلق "قام عمرو" کے ساتھ نہیں رہے گا "هند" کے ساتھ ہو جائے گا اور ساتھ ہی یہ بھی لازم آئے گا جملہ کا مبتداء کی طرف لوٹنے والی ضمیر سے خالی ہونا۔

تحریر نمبر (14)

توابع کی اقسام کا اجراء

سوال: توابع کی اقسام یعنی صفت، عطف نسق، تاکید، بدل اور عطف بیان کا اجراء کیسے کیا جائے؟

جواب: کسی بھی فن کا اجراء کرنے کا طریقہ یا مقسم کی اقسام کا اجراء کرنے کا طریقہ ہمیں منطق میں موجود قیاس استثنائی انفصالی سکھاتا ہے۔ اسی قیاس استثنائی انفصالی کو وجہ حصر اور دلیلِ حصر سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

توابع کی اقسام کا اجراء کرنے کا طریقہ:

توابع کی اقسام کا اجراء کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے دیکھنا ہے کہ تابع مقصود ہے نسبت کے ساتھ یا متبوع مقصود ہے نسبت کے ساتھ یا تابع اور متبوع دونوں مقصود ہیں نسبت کے ساتھ۔ اگر تابع مقصود ہے نسبت کے ساتھ تو وہ تابع بدل ہو گا جیسے "جاءني زيد أخوك" تو اس مثال میں آنے کی نسبت کے ساتھ مقصود تابع "أخوك" یعنی تیرا بھائی ہے۔ اگر متبوع مقصود ہو نسبت کے ساتھ تو تابع کو لانے کی غرض تین اعتبار سے ہو گی۔

یا تو تابع دلالت کرے گا متبوع میں موجود معنی پر یا تابع دلالت کرے گا متبوع کی پختگی پر یا تابع دلالت کرے گا متبوع کی وضاحت پر۔ اگر تو تابع کو لانے کی غرض متبوع میں موجود معنی پر دلالت کرنا ہے تو تابع صفت ہو گا۔

جیسے "جاءنی زید العالم" تو اس مثال میں "زید" متبوع مقصود ہے آنے کی نسبت کے ساتھ اور تابع "العالم" کو لایا گیا" زید" میں موجود معنی علم پر دلالت کرنے کے لیے۔ اگر تابع کو لانے کی غرض متبوع کی پختگی پر دلالت کرنا ہے تو تابع تاکید ہو گا۔ جیسے "جاءنی زید زید" تو اس مثال میں مقصود پہلا "زید" ہے آنے کی نسبت کے ساتھ اور دوسرے "زید" کو لانے کی غرض پہلے زید کی پختگی پر دلالت کرنا ہے کہ زید ہی آنے کی نسبت کے ساتھ خاص ہے۔ اگر تابع کو لانے کی غرض متبوع کی وضاحت کرنا ہے تو تابع عطف بیان ہو گا۔ جیسے "جاءنی أبوحفص عمر" تو اس مثال میں آنے کی نسبت کے ساتھ مقصود متبوع "ابوحفص" ہے اور" عمر "تابع کو متبوع "ابوحفص" کی وضاحت کے لیے لایا گیا ہے کہ ابو حفص کوئی اور نہیں بلکہ عمر ہے۔ اگر مقصود نسبت کے ساتھ تابع اور متبوع دونوں ہوں تو تابع عطف النسق ہو گا۔ جیسے "جاءنی زید و بکر" تو اس مثال میں آنے کی نسبت کے ساتھ مقصود "زید "اور "بکر" دونوں ہیں یعنی میرے پاس زید اور بکر دونوں آئے نہ کہ صرف زید یا صرف بکر آیا۔

تحریر نمبر (15)

کضرب میں "ضرب" پر وجوہ اعراب

سوال: کضرب میں "ضرب" وجوہ اعراب کی کونسی قسم ہے؟

جواب: "کاف" حرف جار اور" ضرب" مراد اللفظ مجرور، وجوہ اعراب کی قسم میں مفرد منصرف صحیح ہے؛ کیونکہ مراد اللفظ کا مطلب کہ ضرب کا لفظ مراد ہے، اور "لفظ" مفرد منصرف صحیح ہے، اور تینوں حالتوں میں تقدیری ہو گا کیونکہ

تقدیری اس وجہ سے ہو گا کہ اس کے آخر میں لفظی اعراب کا آنا تینوں حالتوں میں متعذر ہے جب تینوں حالتوں میں متعذر ہے تولہذا اس کا تینوں حالتوں میں اعراب تقدیری ہو گا، اسی طرح الفوائد الشافیہ اور دیگر کتب سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہے کیونکہ ان کتب میں حالت رفعی، نصبی اور جری میں تقدیرا کے الفاظ لکھے ہوئے ملتے ہیں، اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مفرد منصرف صحیح کا اعراب جیسے لفظی ہوتا ہے ویسے تقدیری بھی ہوتا ہے جیسے غیر منصرف کا اعراب تقدیری بھی ہوتا ہے جیسے عیسی وموسی، اسی طرح ایک اور بھی احتمال ہے کہ یہ مبنی ہے، جب مبنی ہے تو وجوہ اعراب کی کسی بھی قسم میں نہیں آئے گا کیونکہ وجوہ اعراب کی اقسام معرب کی ہوتی ہیں مبنی کی نہیں، مبنی اس لیے ہے کہ اس کے آخر کے حرکتِ حکایہ میں مشغول ہونے کی وجہ سے حرکت اعرابیہ کا اس کے آخر میں میں ظاہر ہونا متعذر ہے، اسی طرح الفوائد الشافیہ وغیرہ میں بھی لکھا ہوا ملتا ہے اس کا اعراب محلی ہے اور محلی اعراب مبنی کا ہوتا ہے معرب کا نہیں، جب معرب نہیں تو وجوہ اعراب کی اقسام میں سے کیسے ہو سکتا ہے ؟

تحریر نمبر (16)

حروف عاملہ کی پہچان

سوال: حروف عاملہ کی کیسے پہچان کی جائے ؟

جواب: وہ حروف جو عبارت میں ہوں، ان کو دیکھیں کہ وہ کسی میں عمل کر رہے ہیں یا نہیں اگر عمل کر رہے ہوں تو پھر دیکھیں کہ اسم میں عمل کر رہے ہیں یا فعل میں، اگر فعل میں عمل کر رہے ہوں، تو پھر دیکھیں کہ فعل کو نصب دے رہے ہیں یا جزم، اگر نصب دے رہے ہوں تو حروف ناصبہ، اگر جزم دے رہے ہوں تو حروف جازمہ ہوں گے، اگر اسم میں عمل کر رہے ہوں پھر دیکھیں کہ وہ ایک اسم میں عمل کر رہے ہیں یا دو اسموں میں، اگر ایک اسم میں

عامل ہوں تو پھر دیکھیں وہ نصب دے رہے ہیں یا جر دے رہے ہیں، اگر نصب دے رہے ہیں تو حروف ناصبہ، اگر جر دے رہے ہوں تو حروف جارہ ہوں گے، اگر دو اسموں میں عامل ہوں تو پھر دیکھیں کہ پہلے کو رفع دے رہے ہیں اور دوسرے کو نصب یا پہلے کو نصب اور دوسرے کو رفع، اگر پہلے کو رفع اور دوسرے کو نصب توماولا مشابہ بلیس، اگر پہلے کو نصب اور دوسرے کو رفع دیں تو پھر دیکھیں کہ وہ ایسے کلام میں ہیں جس میں نفی، نہی اور استفہام ہے یا نہیں، اگر ایسے کلام میں ہے تو لائے نفی جنس، اگر ایسے کلام میں نہیں تو حروف مشبہ بالفعل ہوں گے۔

تحریر نمبر(17)

حروف غیر عاملہ کی پہچان

سوال: حروف غیر عاملہ کی کیسے پہچان کی جائے؟

جواب: وہ حروف جو عبارت میں ہوں، ان کو دیکھیں کہ وہ کسی میں عمل کررہے ہیں یا نہیں اگر عمل نہ کررہے ہوں تو پھر دیکھیں کہ فعل کے ساتھ خاص ہیں یا اسم کے ساتھ یا دونوں کے ساتھ ہی نہیں، اگر فعل کے ساتھ خاص ہوں تو پھر دیکھیں کہ فعل کے شروع میں ہیں یا آخر میں ہیں ، اگر فعل کے شروع میں ہوں تو پھر دیکھیں کہ فعل کی تحقیق کے لیے ہیں یا پھر فعل کی تعلیق کے لیے ہیں یا فعل کی تحضیض کے لیے ہیں، اگر فعل کی تحقیق کے لیے ہو تو حرف توقع، اگر فعل کی تعلیق کے لیے ہوں تو حروف شرط، اگر فعل کی تحضیض کے لیے ہوں تو حروف تحضیض ہوں گے، اگر فعل کے آخر میں ہوں تو پھر دیکھیں فعل کی تانیث کے لیے یا فعل کی تاکید کے لیے ہیں، اگر فعل کی تانیث کے لیے ہو تو حرف تائے تانیث، اگر فعل کی تاکید کے لیے ہوں تو حروف نون تاکید ہوں گے، اگر اسم کے ساتھ خاص ہو تو حرف تنکیر ہو گا تنوین ترنم کے علاوہ، اگر اسم اور فعل دونوں کے ساتھ خاص نہ ہوں تو پھر دیکھیں کہ ان کو گرانے سے معنی میں خرابی آئے گی یا نہیں، اگر گرانے سے معنی میں خرابی نہ آئے تو حروف زائدہ ہوں گے، اگر گرانے سے

معنی میں خرابی آئے تو پھر دیکھیں کہ اپنے ماقبل کے لیے مابعد کے اشتراک پر دلالت کررہے ہیں یا نہیں، اگر دلالت کررہے ہوں تو حروف عاطفہ ہوں گے، اگر دلالت نہ کررہے ہوں تو پھر دیکھیں کہ مخاطب کو جگانے کے لیے ہیں یا ڈانٹ ڈپٹ کے لیے ہیں یا متکلم کے شک کے لیے ہیں یا ماقبل کے ایجاب کے لیے ہیں یا مبہم کی تعین کے لیے ہیں یا مفرد کے ساتھ مرکب کے تاویل کے لیے ہیں، اگر مخاطب کو جگانے کے لیے ہوں تو حروف تنبیہ، اگر ڈانٹ ڈپٹ کے لیے ہو تو حرف ردع، اگر متکلم کے شک کے لیے ہوں تو حروف استفہام، اگر ماقبل کے ایجاب کے لیے ہوں تو حروف ایجاب، اگر مبہم کے تعین کے لیے ہوں تو حروف تفسیر، اگر مفرد کے ساتھ مرکب کی تاویل کے لیے ہوں تو حروف مصدر ہوں گے۔

تحریر نمبر (18)

طالق، حائض، حامل، مرضع، حبلی اور نفساء کا مؤنث حقیقی ہونا

سوال: کیا طالق، حائض، حامل، مرضع، حبلی اور نفساء مؤنث حقیقی ہیں؟

جواب: مؤنث لفظی کے دو معنی ہیں، (1) وہ جس میں علامت تانیث ہو خواہ لفظی حقیقی ہو یا لفظی حکمی ہو، (2) وہ جس کے مقابلہ میں مذکر جاندار نہ ہو، تو یہ تمام پہلی تعریف کے مطابق مؤنث لفظی ہیں کیونکہ ان میں سے بعض کا چوتھا حرف مؤنث کی علامت تاء کے حکم میں ہے اور بعض کے آخر میں علامت تانیث لفظی حقیقی ہے، دوسری تعریف کے مطابق یہ تمام مؤنث لفظی نہیں بلکہ مؤنث حقیقی ہیں، اور مؤنث حقیقی ہے بھی وہ جس کے مقابلہ میں مذکر جاندار ہو تو ان سب کے مقابلے میں مذکر جاندار ہے کیونکہ یہ عورت کی صفات ہیں اور عورت کے مقابل مرد ہوتا ہے، ایک تعداد ہے جو کہتی ہے کہ یہ تمام دوسری تعریف کے مطابق مؤنث لفظی ہیں اور دلیل دیتے ہیں کہ یہ صفات صرف عورت کی ہیں بندہ کی نہیں، تو پہلی تو بات یہ کہ یہ کہنا یہ صفات صرف عورت کی ہیں درست نہیں کیونکہ علامہ

جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے ھمع الھوامع میں لکھا:"لانہا فی الاصل وصف مذکر کانہ قیل: شخص حائض و طالق" یعنی یہ تمام اصل میں مذکر کی صفات ہیں جیسے کہا جاتا" شخص حائض وطلاق "تو لہذا یہ دلیل بنا کر کہنا کہ یہ صرف عورتوں کی صفات ہیں مردوں کی نہیں تو یہ درست نہیں، دوسری دلیل یہ ہے کہ غایۃ التحقیق میں مصنف مؤنث حقیقی کی تعریف کے تحت لکھتے ہیں: "الحقیقی وھو الخلقی باز ائہ۔۔۔ کامرأۃ فی الاناسی وناقۃ فی البھائم اذ بأزائھا رجل وبعیر وکذا انفساء وحبلی۔۔۔"مؤنث حقیقی کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ اسی طرح نفساء (نفاس والی عورت) حبلی (حمل والی عورت) بھی مؤنث حقیقی ہیں، تو اس سے ثابت ہوا کہ مذکورہ دوسری تعریف کے مطابق مؤنث حقیقی ہیں مؤنث لفظی نہیں۔

تحریر نمبر (19)

اعلال اور اس کی اقسام

سوال: اعلال کیا ہے؟ نیز اس کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: حرف علت میں تبدیلی کرنے کو اعلال کہتے ہیں، اس کی چار قسمیں ہیں (1) اعلال بالقلب (2) اعلال بالنقل (3) اعلال بالتسکین (4) اعلال بالحذف

اعلال بالقلب کہتے ہیں: حرف علت کو کسی دوسرے حرف علت سے بدلنا جیسے "باعَ" تو اس میں اعلال بالقلب ہے یعنی اصل میں "بَیَعَ" بروزن فعل تھا تو حرف علت یاء کو قاعدہ کے تحت الف سے بدلا تو باع بن گیا

اعلال بالنقل کا مطلب ہے: حرف علت کی حرکت ماقبل صحیح حرف کو دینا جیسے "یَبِیْع" تو اس میں اعلال بالنقل ہے یعنی اصل میں "یَبْیِعُ" بروزن یفعل تھا تو حرف علت یاء کی حرکت زیر ماقبل صحیح حرف باء کو دی تو "یَبِیْعُ" بن گیا

اعلال بالتسکین کا معنی ہے: کسی متحرک حرف علت کو ساکن کرنا جیسے "یَدْعُو" تو اس میں اعلال بالتسکین ہے یعنی اصل میں "یَدْعُوُ" بروزن یفعل تھا تو قاعدہ کے تحت واؤ متحرک کو ساکن کیا تو" یَدْعُو" بن گیا

اعلال بالحذف کہتے ہیں: حرف علت کو گرانا جیسے "یَعِدُ" تو اس میں اعلال بالحذف ہے یعنی "یَعِدُ " اصل میں "یَوْعِدُ " بروزن یفعل تھا تو قاعدہ کے تحت حرف علت واؤ کو گرایا تو "یَعِدُ" بن گیا۔

تحریر نمبر(20)

ترکیب میں جملہ کو مقولہ بنانا

سوال: کیا ترکیب میں جملہ کو مقولہ بنایا جا سکتا ہے؟

جواب: اگر کہیں عبارت میں جملہ کی صورت میں مقولہ ہو تو وہاں جملہ کو ملا کر مقولہ بنانا درست نہیں کیونکہ مقولہ اصل میں مفعول بہ ہوتا ہے اور مفعول بہ اسم ہوتا ہے اور اسم جملہ کی قسم نہیں بلکہ مفرد یعنی کلمہ کی قسم ہے، تو لہذا جب مقولہ جملہ کی صورت میں ہو تو وہاں جملہ کو مراد اللفظ کہہ کر مقولہ بنائیں گے کیونکہ جب مراد اللفظ کہیں گے تو اس صورت میں اسم ہو جائے گا اور اس کا مقولہ بننا درست ہو گا، جیسے "قال زید: صلیت فی المسجد "میں"صلیت في المسجد "مراد اللفظ ہو کر مقولہ ہو گا نہ کہ فعل + فاعل + ظرف لغو جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، الفوائد الشافیہ میں "تقول ضرب زید یوم الجمعة۔۔۔"کے تحت ہے :" ضرب زید یوم الجمعة ۔۔۔ مراد اللفظ منصوب تقدیرا او محلا کما مر۔۔۔ مفعول به عند الجمهور " یعنی ضرب زید۔۔۔ مراد اللفظ ہو کر جمہور کے نزدیک محلا یا تقدیرا منصوب مفعول بہ تقول کا ہے، اسی طرح حضرت علامہ مولانا مفتی سید غلام جیلانی علیہ الرحمہ نے البشیر الکامل میں: " قال بعضهم تقديم الخبر على هذا الافعال ايضاً" کے تحت تقدیم الخبر۔۔۔۔ کو مراد اللفظ مقولہ اول اور ایضاً

مراد اللفظ ہو کر مقولہ ثانی بنایا ہے، مقولہ کو مراد اللفظ کہیں گے تو اب وہ کلمہ مقولہ مبنی ہو گا یا معرب اس میں اختلاف ہے، (1) بعض کے نزدیک مبنی ہے حکایات مبنیہ میں سے ہونے کی وجہ سے اور اسی وجہ سے محلا منصوب ہو گا، (2) بعض کے نزدیک معرب ہو گا حکایات من المعربات سے ہونے کی وجہ سے اور اسی وجہ سے تقدیرا منصوب ہو گا۔

تحریر نمبر (21)

"فصل فی التحری" میں "فی التحری" کو "فصل" کے متعلق کرنا

سوال: "فصل فی التحری" میں کیا "فی التحری" کو "فصل" کے متعلق کر سکتے ہیں؟

جواب: "فی التحری" کو "فصل" کے متعلق نہیں کر سکتے کیونکہ فصل یہاں مصدری معنی میں نہیں بلکہ اصطلاحی معنی میں ہے، فصل کا لغوی و اصطلاحی معنی علامہ عبد الواحد العطاری المدنی نے عنایۃ النحو علی ھدایۃ النحو میں "فیھا فصول ثلاثۃ" کے تحت حاشیہ میں لکھا: "الفصل فی اللغۃ: القطع، یقال فصلت الثیاب أی قطعتھا، وفی الاصطلاح الحاجز بین الحکمین" یعنی فصل کا لغوی معنی: کاٹنا جیسے کہا جاتا "فصلت الثیاب" یعنی میں نے کپڑے کاٹے، اصطلاحی معنی: فصل وہ جو دو حکموں کے درمیان رکاوٹ بنے، تو ذکر کردہ عبارت میں فصل کا لغوی معنی لیں تو ترجمہ ہو گا: "یہ کاٹنا تحری کے بارے میں ہے" جو کہ درست نہیں، اصطلاحی معنی کے اعتبار سے ترجمہ ہو گا: "یہ فصل معنی تحری کے بارے میں ہے" یعنی اس فصل میں احکام اور اس سے پہلے والے احکام الگ الگ ہیں، ایک جیسے نہیں، اسی طرح امام النحو صدر العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی سید غلام جیلانی علیہ الرحمہ البشیر الکامل میں اس عبارت کے تحت: " اعلم ان حکم المشتقات۔۔۔ کحکم ھذاہ الافعال فی العمل" ان لوگوں کا رد کرتے ہوئے جنہوں نے "فی العمل" کو "حکم" کے متعلق کیا ہے، فرماتے ہیں کہ فی العمل کو حکم کے متعلق کرنا غلط ہے، کیونکہ یہاں حکم مصدری

معنی میں نہیں بلکہ اصطلاحی معنی میں ہے وہ یہ ہے "حکم الشیء ھو الاثر الثابت لذلك الشیء" تو لہذا اس ساری گفتگو سے ثابت ہوا کہ" فصل فی التحری " میں "فی التحری "کو" فصل "کے متعلق نہیں کرسکتے بلکہ فصل موصوف مابعد"ثابت " ہو کر صفت ہے،اسی طرح جہاں کہیں فصل عنوان کی صورت میں ہو تو وہاں یہ مصدری معنی میں نہیں ہو گا بلکہ اصطلاحی معنی میں ہو گا۔

تحریر نمبر(22)

فعل ماضی کے صیغوں کی پہچان

سوال:فعل ماضی کے صیغوں کی پہچان کیسے کی جائے؟

جواب: وہ فعل جو متکلم کے زمانے سے پہلے کسی کام کے ہونے پر دلالت کرے اور وہ ماضی استمراری نہ ہو تو اس کو دیکھیں کہ اس کے آخر میں کوئی علامت ہے یا نہیں، اگر علامت نہ ہو تو واحد مذکر غائب جیسے ضَرَب، اگر علامت ہو تو پھر دیکھیں وہ علامت کونسی ہے، اگر آخر میں الف ما قبل مفتوح ہو تو تثنیہ مذکر غائب جیسے ضَرَبَا، اگر آخر میں واوٗ ساکن ما قبل مضموم ہو تو جمع مذکر غائب جیسے ضَرَبُوْا، اگر آخر میں تاء ساکن ما قبل مفتوح ہو تو واحد مؤنث غائب جیسے ضَرَبَتْ، اگر آخر میں تاء اور الف ما قبل مفتوح ہو تو تثنیہ مؤنث غائب جیسے ضَرَبَتَا، اگر آخر میں نون مفتوح ما قبل ساکن ہو تو جمع مؤنث غائب جیسے ضَرَبْنَ، اگر آخر میں تاء مفتوح ما قبل ساکن ہو تو واحد مذکر حاضر جیسے ضَرَبْتَ، اگر آخر میں (تُمَا) ما قبل ساکن ہو تو تثنیہ مذکر و مؤنث حاضر جیسے ضَرَبْتُمَا اگر آخر میں (تُمْ) ما قبل ساکن ہو تو جمع مذکر حاضر جیسے ضَرَبْتُمْ، اگر آخر میں تاء مکسور ما قبل ساکن ہو تو واحد مؤنث حاضر جیسے ضَرَبْتِ، اگر آخر میں (تُنَّ) ما قبل ساکن ہو تو جمع

مؤنث حاضر جیسے ضَرَبْتُنَّ، اگر آخر میں تاء مضموم ما قبل ساکن ہو تو واحد متکلم جیسے ضَرَبْتُ، اگر آخر میں نون اور الف ما قبل ساکن ہو تو جمع متکلم جیسے ضَرَبْنَا۔

تحریر نمبر (23)

تمام حروف جارہ کا حروف اور عامل ہونا

سوال: کیا تمام حروف جارہ حروف اور عامل ہیں؟

جواب: حروف جارہ میں سے بعض صرف حروف ہیں، بعض حروف بھی ہوتے ہیں اور اسماء بھی، اسی طرح بعض حروف اور افعال دونوں ہوتے ہیں، وہ جو صرف حروف ہی ہوتے ہیں اسماء یا افعال نہیں تو وہ یہ ہیں، " من، الی، حتی، فی، باء، لام، رب، واو، واو قسم، تاء قسم " یہ عامل ہوتے ہیں اور اپنے مابعد کو جر دیتے ہیں، وہ جو حروف کے ساتھ ساتھ اسماء بھی ہوسکتے ہیں وہ یہ ہیں، " عن، علی، کاف، مذ، منذ " یہ جب حروف ہوں تو عامل ہوں گے اپنے مابعد کو جر دیں گے اور جب اسماء ہوں تو عامل اور معمول دونوں ہوسکتے ہیں اور ان میں سے "عن" اس وقت اسم ہو گا جب اس پر "من حرف جار" یا "علی حرف جار" داخل ہو اور جانب کے معنی میں بھی ہو جیسے "جلست من عن یمینہ" تو اس میں عن اپنے مابعد یمین پر عامل ہے مضاف ہونے کی وجہ سے اور اسی طرح معمول بھی ہے من حرف جار کی وجہ سے، اور ان میں سے "علی" اس وقت اسم ہو گا جب اس پر "من حرف جار" داخل ہو اور فوق کے معنی میں بھی ہو جیسے "نزلت من علی الفرس" تو اس میں علی اپنے مابعد الفرس پر عامل ہے مضاف ہونے کی وجہ سے اور اسی طرح معمول بھی ہے من حرف جار کی وجہ سے، ان میں سے کاف اس وقت اسم ہو گا جب اس پر حرف جار داخل ہو اور بعض کے نزدیک حرف جار داخل ہونا ضروری نہیں اور ساتھ مثل کے معنی میں بھی ہو، جیسے "یضحکن عن

کالبرد و المنعم وزید کالاسد" اور یہ بھی یاد رکھیے گا کہ کاف اسم ہو سکتا یا نہیں اس میں اختلاف ہے، امام سیبویہ اور محققین کے نزدیک اسم نہیں ہو سکتا سوائے ضرورت کے، جب کہ دیگر کے نزدیک ہو سکتا ہے، وہ جو حروف کے ساتھ ساتھ افعال بھی ہو سکتے ہیں تو وہ یہ ہیں، " خلاء عدا، حاشا " جب یہ حروف ہوں گے عامل ہوں گے اور اپنے مابعد کو جر دیں گے، جب افعال ہوں تو بھی عامل ہوں گے اور اپنے مابعد کو رفع اور نصب دیں گے۔

تحریر نمبر(24)

اعراب اور وجہ اعراب بیان کرنے کا طریقہ

سوال: اعراب اور وجہ اعراب بیان کرنے کا طریقہ کار کیا ہے؟

جواب: جب کسی اسم معرب کے بارے میں سوال کیا جائے کہ اس کا اعراب بیان کریں تو جواب میں مرفوع یا منصوب یا مجرور کہا جائے گا جیسے "ضرب بکر زیدا فی الدار" میں "بکر" کے اعراب کے متعلق سوال کیا جائے تو جواب ہو گا "بکر" مرفوع ہے، اس طرح "زیدا" کے اعراب کے متعلق سوال کیا جائے تو جواب ہو گا" زیدا "منصوب ہے، اس طرح" الدار "کے اعراب کے متعلق سوال کیا جائے تو جواب ہو گا" الدار" مجرور ہے، جب کسی اسم معرب کے بارے میں سوال کیا جائے کہ اس کی وجہ اعراب بیان کریں تو جواب میں کہا جائے گا کہ فلاں عامل کا فاعل یا مفعول یا مضاف الیہ وغیرہ ہونے کی وجہ سے مرفوع یا منصوب یا مجرور ہے جیسے " ضرب بکر غلام زید" میں "بکر" کے وجہ اعراب کے متعلق سوال کیا جائے تو جواب میں کہا جائے گا کہ "بکر" "ضرب" فعل کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، اسی طرح "غلام "کے وجہ اعراب کے متعلق سوال کیا جائے تو جواب میں کہا جائے گا کہ "غلام" "ضرب" فعل کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، اسی طرح "زید" کے وجہ اعراب کے متعلق

سوال کیاجائے توجواب میں کہاجائے گا کہ " زید" "غلام" مضاف کا مضاف الیہ کی ہونے کی وجہ سے مجرور ہے، یہ بھی یادرکھیے گا کہ جب وجہ اعراب کے متعلق سوال کیاجاتاہے توجواب میں فاعل یامفعول یامجروریامضاف الیہ وغیرہ کہنادرست نہیں، بلکہ فاعل یامفعول یامضاف الیہ یامجرورو غیرہ اس وقت جواب میں کہے جاتے ہیں جب سوال کیاجائے کہ ترکیب کلام میں اسم معرب کیا بن رہا ہے۔

تحریر نمبر(25)

"نِعْمَ" کی تحقیق

سوال: "نِعْمَ" فعل ہے یااسم، نیزاس کے بعد لفظ "ما" ہو تووہ "ما" کونسی ہوگی؟

جواب: "نِعْمَ" فعل ہے یااسم، اس میں نحاۃ کا اختلاف ہے، امام کسائی کے علاوہ دیگر کوفیوں کے نزدیک اسم ہے، کیونکہ حرف نداءاس پر داخل ہوتاہے جیسے "یانعم المولی"، حرف نداءکااس پر داخل ہونااس بات کی دلیل ہے کہ یہ اسم ہے فعل نہیں، جبکہ دیگر نحوی کہتے ہیں کہ یہ فعل ہے، کیونکہ تانیث تائے ساکنہ اس کے ساتھ متصل ہوتی ہے، اسی طرح اس میں ضمیر بھی پوشیدہ ہوتی ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ فعل ہے اسم نہیں، جو کہتے ہیں اسم ہے اور دلیل دیتے ہیں کہ اس پر حرف نداءداخل ہوتاہے تواس کاجواب یہ دیاجاتاہے کہ وہاں حرف نداءاسم پر داخل ہے جو کہ محذوف ہے نہ کہ نعم پر، نعم کافاعل اسم ظاہر اور اسم ضمیر دونوں ہوسکتے ہیں، لیکن جب ضمیر ہو اور اس کے بعد "ما"ہو تواس "ما" میں تین احتمال ہیں

(1) : امام فراءاور امام ابو علی کے نزدیک موصولہ بمعنی الذی ہے، اس صورت میں اس کاصلہ محذوف ہوگا

(2): امام سیبویہ اور امام کسائی کے نزدیک معرفہ تامہ بمعنی الشيء ہے، اس صورت میں یہی اس کا فاعل ہو گا معرف باللام کی صورت میں

(3): دیگر نحویوں کے نزدیک نکرہ بمعنی شيء ہے، اس صورت میں تمیز بنے گا نعم کی ضمیر سے۔

تحریر نمبر (26)

فعل مضارع معروف میں علاماتِ مضارع کا مکسور ہونا

سوال: کیا فعل مضارع معروف میں علاماتِ مضارع مکسور ہو سکتی ہیں؟

جواب: مراح الارواح وغیرہ میں ہے: قریش، کنانہ اور دیگر اہل حجاز کے نزدیک فعل مضارع معروف میں علامات مضارع مضموم یا مفتوح ہوتی ہیں، اور اسی لغت پر قرآن مجید نازل کیا گیا، جب کہ اہل حجاز کے علاوہ بنی تمیم، قیس اور ربیعہ وغیرہ کے نزدیک فعل مضارع معروف میں علامات مضارع مکسور بھی ہو سکتی ہیں، پھر انہیں میں سے بعض کے نزدیک علامت مضارع یاء کے علاوہ دیگر علامات مضارع مکسور ہوں گی، دوسرے بعض کے نزدیک تمام کی تمام علامات مضارع مکسور ہوں گی، علامات مضارع ہر جگہ مکسور ان کے نزدیک نہیں ہوں گی بلکہ تین مقامات میں سے کوئی ایک مقام ہو تو پھر مکسور ہوں گی،

(1) اس فعل مضارع معروف میں علامات مضارع مکسور ہوں گی جس کی ماضی "فَعِلَ" (بفتح الاول و کسر الثاني وفتح الثالث) ہو جیسے "اِفْرَحُ "وغیرہ تو اس کی ماضی" فَرِحَ "بروزن"فَعِلَ "آتی ہے

(2) وہ فعل مضارع معروف جس کی ماضی میں ہمزہ وصلی ہو جیسے "اِجْتَنَبُ "وغیرہ تو اس کی ماضی "اِجْتَنَبَ"، جس کے شروع میں ہمزہ وصلی ہے

(3)وہ فعل مضارع معروف جس کی ماضی میں تاءزائدہ ہو جیسے "اِتَقَبَّلُ"وغیرہ تو اس کی ماضی " تَقَبَّلَ "،جس کے شروع میں تاء زائدہ ہے۔

تحریر نمبر(27)

اجوف کی ماضی میں عین کلمہ کو الف سے بدلنے کی صورت میں پہچان

سوال: اجوف کی ماضی میں عین کلمہ کو الف سے بدلنے کی صورت میں اس کی کیسے پہچان کی جائے کہ یہ اصل میں واؤ تھا یا یاء ؟

جواب:اجوف کی ماضی کے عین کلمہ میں واؤ یا یاء متحرک ما قبل مفتوح ہو تو واو اور یاء کو الف سے بدل دیتے ہیں،اس الف کی اصل مختلف طریقوں سے جانی جاسکتی ہے،(1)مضارع کے ذریعے جانا جاسکتا ہے کہ اس الف کی اصل واؤ ہے یا یاء جیسے "قال"کا مضارع" یقول "ہے،تو یقول میں واؤ سے پتہ چل رہا ہے کہ "قال "میں الف اصل میں واؤ تھا،اسی طرح باع کا مضارع" یبیع "ہے،تو"یبیع "میں یاء سے پتہ چل رہا ہے کہ" باع "میں الف اصل میں یاء تھا،(2)اس کے مصدر کے ذریعے جانا جاسکتا ہے کہ اس الف کی اصل واؤ ہے یا یاء ہے جیسے "قال "کا مصدر قول ہے،تو قول میں واؤ سے پتہ چل رہا ہے کہ "قال "میں الف اصل میں واؤ تھا،اسی طرح "باع"کا مصدر" بیع "ہے، "بیع "میں یاء سے پتہ چل رہا ہے کہ "باع "میں الف کی اصل یاء ہے،(3)جمع مکسر کے ذریعے جانا جاسکتا ہے کہ اس کی اصل واؤ ہے یا یاء جیسے جمع مکسر "اقوال "آتی ہے،تو"اقوال"میں واؤ سے پتہ چل رہا ہے کہ"قال"میں الف اصل میں واؤ تھا،اسی طرح"بیوع"جمع مکسر آتی ہے،تو" بیوع "میں یاء سے پتہ چل رہا ہے کہ"باع"میں الف اصل

میں یاء تھا، ان تین طریقوں سے بھی پتہ نہ چلے تو پھر لغت میں واؤ یا یاء سے دیکھ لیا جائے اور معنی درست ہو تو اس کی اصل واؤ یا یاء ہو گی۔

تحریر نمبر (28)

الغاء اور تعلیق کے درمیان فرق

سوال: الغاء اور تعلیق کسے کہتے ہیں؟ نیز ان کے درمیان فرق کیا ہے؟

جواب: علم نحو میں الغاء اور تعلیق افعال قلوب کے خواص میں سے خاصے ہیں، الغاء کا مطلب ہے کہ جب افعال قلوب دونوں مفعولوں کے درمیان یا دونوں مفعولوں کے بعد ہوں تو اس وقت افعال قلوب کے عمل کو باطل کرنا جائز ہے جیسے " زید علمتُ قائم، زید قائم علمتُ "پہلی مثال میں "علمت" فعل قلب جو کہ " زید" اور "قائم" کے درمیان میں ہے، جس کی وجہ سے اس کا عمل باطل ہے، اسی طرح دوسری مثال میں "علمت " "زید " اور "قائم " کے بعد ہے، جس کی وجہ سے اس کا عمل باطل ہے، تعلیق کا مطلب ہے کہ جب افعال قلوب استفہام، نفی اور لام تاکید سے پہلے ہوں تو ان کے عمل کو باطل کرنا ضروری ہے، جیسے " علمتُ أزید عندك ام بکر، علمت ما زید فی السوق، علمت لزید قائم "پہلی مثال میں "علمت" ہمزہ استفہام، دوسری مثال میں مانافیہ، تیسری مثال میں لام تاکید سے پہلے ہے، جس کی وجہ سے عمل نہیں کر رہا، الغاء و تعلیق کے درمیان فرق دو اعتبار سے ہے۔

(1) الغاء جائز ہے جب کہ تعلیق واجب ہے

(2) الغاء میں افعال قلوب کا عمل لفظا و معنی باطل ہوتا ہے، جب کہ تعلیق میں لفظا تو عمل باطل ہوتا ہے لیکن معنی نہیں جیسے کہ ذکر کردہ امثلہ کے ترجمہ سے واضح ہے۔

تحریر نمبر(29)

حروف، اسماء مبنیہ اور افعال جامدہ کی صرفی تحقیق

سوال: حروف، اسماء مبنیہ اور افعال جامدہ کی صرفی تحقیق کیوں نہیں کی جاتی؟

جواب : حروف، اسمائے مبنیہ اور افعال جامدہ کی صرفی تحقیق اس لیے نہیں کی جاتی کہ علم صرف کا موضوع دو چیزیں ہیں (1) اسمائے معربہ اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے احکام (2) افعال متصرفہ اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے احکام اور حروف (حروف جارہ، حروف مشبہ بالفعل وغیرہ) سے صرفی حضرات بحث ہی نہیں کرتے، اسی طرح اسمائے مبنیہ (اسمائے شرط، اسمائے استفہامیہ وغیرہ) سے بھی بحث نہیں کرتے، اسی طرح افعال جامدہ (لیس، افعال مقاربہ، افعال مدح وذم استثناء میں خلاء عدا، حاشا وغیرہ) سے بھی بحث نہیں کرتے، لہذا جب صرفیوں کا موضوع ہی دو چیزیں اسماء معربہ اور افعال متصرفہ ہیں تو صرف ان کی ہی صرفی تحقیق کی جائے گی ان کے علاوہ حروف، اسمائے مبنیہ اور افعال جامدہ کی صرفی تحقیق نہیں کی جائے گی۔

تحریر نمبر(30)

بدل کی اقسام کی پہچان

سوال: بدل کی اقسام کی پہچان کیسے کی جائے ؟

جواب: اگر تابع نسبت کے ساتھ مقصود ہو تو تابع اور متبوع کے درمیان دیکھیں کہ لگاؤ ہے یا نہیں اگر ان دونوں کے درمیان لگاؤ ہو تو تابع بدل غلط جیسے " جاء زید بکر "، اگر تابع اور متبوع کے درمیان لگاؤ نہ ہو تو پھر دیکھیں کہ تابع

متبوع کا کل ہے یا جزء یا تابع متبوع میں سے ایک دوسرے پر مشتمل ہے، اگر تابع متبوع کا کل ہو تو تابع بدل کل جیسے "جاءنی زید ابوك" اگر تابع متبوع کا جزء ہو تو تابع بدل بعض جیسے " ضربتُ زیدا وجهه" گر تابع متبوع میں سے ایک دوسرے پر مشتمل ہو تو بدل اشتمال ہو گا جیسے "سلب بکر ثوبه"

تحریر نمبر (31)

"اُجتُنِبَ" کے شروع میں ہمزہ کا مضموم ہونا

سوال: "اُجتُنِبَ" کے شروع میں ہمزہ مضموم کیوں ہوتا ہے؟

جواب : "اُجتُنِبَ" کے شروع میں اصل یہ تھا کہ ہمزہ وصلی مکسور ہوتا کیونکہ جمہور کے نزدیک ہمزہ وصلی ساکن ہوتا ہے اور جب ساکن کو حرکت دی جاتی تو کسرہ کے ساتھ دی جاتی ہے، لیکن اس کے باوجود اس کو ضمہ اس لیے دیا گیا کہ اگر کسرہ دے دیتے تو اس سے کسرہ سے ضمہ کی طرف نکلنا لازم آتا جو کہ اہل عرب کے ہاں ناپسندیدہ ہے۔ اور فتحہ اس لیے نہیں دیا گیا اس سے ماضی معروف کے ساتھ التباس ہو جانا تھا، اور اس کو بغیر حرکت کے اس لیے نہیں رکھ سکتے کہ اس سے ابتدا بالساکن لازم آئے گا، جو کہ جائز نہیں، لہذا پیچھے ایک حرکت بچی وہ ہے ضمہ، تو اس لیے ہمزہ وصلی مضموم ہے۔

تحریر نمبر (32)

رفع اور ضمہ کے درمیان فرق

سوال: رفع اور ضمہ کے درمیان فرق کیا ہے؟

جواب: رفع وضمہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ رفع اس حرکت یا حرف کو کہتے ہیں جو اسم معرب کے آخر میں عامل رافع کا اثر ہو، جب کہ ضمہ ایک پیش یا دو پیش کو کہتے ہیں خواہ عامل کا اثر ہو یا نہ ہو، ان کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، جہاں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہو وہاں تین مادے ہوتے ہیں

(1) مادہ اجتماعی (2) مادہ افتراقی (3) مادہ افتراقی

مادہ اجتماعی کا مطلب ہے کہ بعض اوقات رفع اور ضمہ ایک ساتھ جمع ہو جاتے ہیں جیسے "قام زیدٌ" میں "زیدٌ" کے آخر میں رفع اور ضمہ دونوں موجود ہیں، رفع اس طرح کہ "زیدٌ" کے آخر میں حرکت رفع قام عامل رافع کا اثر ہے، ضمہ اس طرح کہ اس کے آخر میں دو پیش ہیں۔

پہلے مادہ افتراقی کا مطلب ہے کہ بعض اوقات ضمہ تو ہوتا ہے لیکن رفع نہیں جیسے "زیدٌ فوقُ" میں "فوق" کے آخر میں ضمہ تو ہے لیکن رفع نہیں، ضمہ اس طرح ہے کہ اس کے آخر میں ایک پیش موجود ہے، رفع اس طرح نہیں کہ اس کے آخر میں عامل رافع کا اثر نہیں بلکہ عامل ناصب کا اثر ہے جس کی وجہ سے مفعول فیہ ہے۔

دوسرے ماہ افتراقی کا مطلب ہے کہ بعض اوقات رفع تو ہوتا ہے لیکن ضمہ نہیں جیسے "قام اخوزیدٌ" میں "اخو" کے آخر میں رفع تو ہے لیکن ضمہ نہیں، رفع اس طرح ہے اس کے آخر میں ہے حرف رفع "قام" عامل رافع کا اثر ہے، جس کی وجہ سے فاعل ہے، ضمہ اس طرح نہیں کہ اس کے آخر میں ایک پیش یا دو پیش نہیں۔

تحریر نمبر (33)

نصب اور فتحہ کے درمیان فرق

سوال: نصب اور فتحہ کے درمیان فرق کیا ہے؟

جواب: نصب و فتحہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ نصب اس حرکت یا حرف کو کہتے ہیں جو اسم معرب کے آخر میں عامل ناصب کا اثر ہو، جب کہ فتحہ ایک زبر یا دو زبر کو کہتے ہیں خواہ عامل کا اثر ہو یا نہ ہو، ان کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، جہاں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہو وہاں تین مادے ہوتے ہیں

(1) مادہ اجتماعی (2) مادہ افتراقی (3) مادہ افتراقی

مادہ اجتماعی کا مطلب ہے کہ بعض اوقات نصب اور فتحہ ایک ساتھ جمع ہو جاتے ہیں جیسے "ضربت زیدا" میں "زیدا" کے آخر میں نصب اور فتحہ دونوں موجود ہیں، نصب اس طرح کہ "زید" کے آخر میں حرکت نصب ضربت عامل ناصب کا اثر ہے، فتحہ اس طرح کہ اس کے آخر میں دو زبر ہیں۔

پہلے مادہ افتراقی کا مطلب ہے کہ بعض اوقات فتحہ تو ہوتا ہے لیکن نصب نہیں جسے "قیامی مثلَ ماقمت" میں "مثل" کے آخر میں فتحہ تو ہے لیکن نصب نہیں، فتحہ اس طرح ہے کہ اس کے آخر میں ایک زبر موجود ہے، نصب اس طرح نہیں کہ اس کے آخر میں عامل ناصب کا اثر نہیں بلکہ عامل رافع کا اثر ہے جس کی وجہ سے خبر ہے۔

دوسرے مادہ افتراقی کا مطلب ہے کہ بعض اوقات نصب تو ہوتا ہے لیکن فتحہ نہیں جیسے "ضربتُ اخازید" میں "اخا" کے آخر میں نصب تو ہے لیکن فتحہ نہیں، نصب اس طرح اس کے آخر میں حرف نصب "ضربت" عامل ناصب کا اثر ہے، جس کی وجہ سے مفعول بہ ہے، فتحہ اس طرح نہیں کہ اس کے آخر میں ایک زبر یا دو زبر نہیں۔

تحریر نمبر (34)

جر اور کسرہ کے درمیان فرق

سوال: جر اور کسرہ کے درمیان فرق کیا ہے؟

جواب: جر وکسرہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ جر اس حرکت یا حرف کو کہتے ہیں جو اسم معرب کے آخر میں عامل جار کا اثر ہو، جب کہ کسرہ ایک زیر یا دو زیر کو کہتے ہیں خواہ عامل کا اثر ہو یا نہ ہو، ان کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، جہاں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہو وہاں تین مادے ہوتے ہیں

(1) مادہ اجتماعی (2) مادہ افتراقی (3) مادہ افتراقی

مادہ اجتماعی کا مطلب ہے کہ بعض اوقات جر اور کسرہ ایک ساتھ جمع ہو جاتے ہیں جیسے "نظرالی زیدٍ" میں "زیدٍ" کے آخر میں جر اور کسرہ دونوں موجود ہیں، جو اس طرح کہ "زیدٍ" کے آخر میں حرکت جر الی عامل جار کا اثر ہے، کسرہ اس طرح کہ اس کے آخر میں دو زیر ہیں۔

پہلے مادہ افتراقی کا مطلب ہے کہ بعض اوقات کسرہ تو ہوتا ہے لیکن جر نہیں جیسے "رأیتُ مسلمات" میں" مسلمات" کے آخر میں کسرہ تو ہے لیکن جر نہیں، کسرہ اس طرح ہے کہ اس کے آخر میں دو زیر موجود ہیں، جر اس طرح نہیں کہ اس کے آخر میں عامل جار کا اثر نہیں بلکہ عامل ناصب کا اثر ہے جس کی وجہ سے مفعول بہ ہے۔

دوسرے مادہ افتراقی کا مطلب ہے کہ بعض اوقات جر تو ہوتا ہے لیکن کسرہ نہیں جیسے "نظرت الی اخی زیدٍ" میں" اخی" کے آخر میں جر تو ہے لیکن کسرہ نہیں، جر اس طرح اس کہ آخر میں حرف جر "الی" عامل جار کا اثر ہے، جس کی وجہ سے مجرور ہے، کسرہ اس طرح نہیں کہ اس کے آخر میں ایک زیر یا دو زیر نہیں۔

تحریر نمبر(35)

رفع، نصب اور جر کی اقسام

سوال: رفع، نصب اور جر کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: رفع کی تین اقسام ہیں:

1- ضمہ 2- واوٴ 3-الف

رفع ضمہ کی مثال جیسے "جاء زیدٌ " میں" زید "کے آخر میں رفع ضمہ ہے، رفع واوٴ کی مثال جیسے "جاء مسلمون "میں" مسلمون" کے آخر میں رفع واوٴ ہے، رفع الف کی مثال جیسے "جاء مسلمان " میں" مسلمان "کے آخر میں رفع الف ہے۔

نصب کی اقسام چار ہیں:

1- فتحہ 2- کسرہ 3- الف 4- یاء

نصب فتحہ کی مثال جیسے " ضربتُ زیدًا " میں" زید "کے آخر میں نصب فتحہ ہے

نصب کسرہ کی مثال جیسے " ضربت مسلماتٍ "میں "مسلمات "کے آخر میں نصب کسرہ ہے

نصب الف کی مثال جیسے" ضربتُ اخاك" میں "اخا"کے آخر میں نصب الف ہے، نصب یاء کی مثال جیسے "ضربتُ مسلمین" میں" مسلمین "کے آخر میں نصب یاء ہے۔

جر کی تین 3 اقسام ہیں :

1- کسرہ 2- فتحہ 3- یاء

جر کسرہ کی مثال جیسے "نظرتُ الی زید " میں" زید"کے آخر میں جر کسرہ ہے

جر فتحہ کی مثال جیسے "نظرتُ الی عمرَ" میں" عمر" کے آخر میں جو فتحہ ہے، جر یاء کی مثال جیسے "نظرتُ الی أخی زید" میں "اخی" کے آخر میں جر یاء ہے۔

تحریر نمبر (36)

جملہ خبریہ کا جملہ انشائیہ پر عطف

سوال: کیا جملہ خبریہ کا جملہ انشائیہ پر عطف کرنا درست ہے؟

جواب: جملہ خبریہ کا جملہ انشائیہ پر عطف کرنا جائز نہیں ہے جیسے کہ صلاح بن علی لکھتے ہیں کہ "عطف الخبر علی الانشاء لا یصح" یعنی جملہ خبریہ کا جملہ انشائیہ پر عطف کرنا درست نہیں۔ اسی طرح صاحب غایۃ التحقیق اور دیگر علماء نحاۃ لکھتے ہیں کہ "قد امتنع عطف الاخبار علی الانشاء" یعنی جملہ خبریہ کا جملہ انشائیہ پر عطف کرنا ممنوع ہے، لہذا جملہ خبریہ کا جملہ انشائیہ پر عطف نہیں کیا جائے گا۔

تحریر نمبر (37)

"من یضربنی اضربہ" میں ترکیبی احتمال

سوال: "من یضربنی اضربہ" میں کتنے ترکیبی احتمال ہیں؟

جواب: "من یضربنی اضربہ" میں چار ترکیبی احتمال ہیں۔

1- "من" موصوف "یضربنی" فعل اس میں" ھو "ضمیر فاعل نون وقایہ یاء ضمیر مفعول بہ ملکر صفت موصوف صفت ملکر مبتدا "اضربہ" فعل اس میں "انا" ضمیر فاعل "ھا" ضمیر مفعول بہ ملکر مبتدا کی خبر

2-" من " موصول "یضربنی" فعل + فاعل + مفعول بہ ملکر صلہ، موصول + صلہ مبتدا "اضربہ " فعل + فاعل + مفعول بہ ملکر مبتدا کی خبر، ان دونوں صورتوں میں " یضربنی اضربہ " مرفوع ہوں گے

3- " من " استفہام مبتدا "یضربنی " فعل + فاعل + مفعول بہ ملکر مبتدا کی خبر اور "اضربہ " فعل + فاعل + مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ استفہام جوابیہ، "یضربنی" مرفوع اور "اضربہ "مجزوم ہو گا جواب استفہام کی وجہ سے

4 - "من "اسم شرط مبتدا "یضربنی " فعل + فاعل + مفعول ملکر شرط "اضربہ" فعل + فاعل + مفعول بہ ملکر جزا ،شرط جزا ملکر مبتدا کی خبر، اس صورت میں "یضربنی "اور "اضربہ" دونوں مجزوم ہوں گے۔

یہ بھی یاد رکھیے گا کہ جب "من "اسم شرط مبتدا بن رہا ہو تو اس کی خبر کے متعلق، شرح الشرح میں : چار اقوال ذکر کیے گئے ہیں۔

1 - ایسا مبتدا ہے کہ جس کی خبر ہی نہیں

2- اس کی خبر صرف شرط ہے

3 - اس کی خبر صرف جزا ہے

4- اس کی خبر شرط و جزا کا مجموعہ ہے

عام طور پر آخری قول کے مطابق ترکیب کی جاتی ہے۔

تحریر نمبر (38)

امر حاضر معروف کے صیغوں میں ہمزہ کا مکسور اور مضموم ہونا

سوال: امر حاضر معروف کے صیغوں میں ہمزہ مکسور اور مضموم کیوں ہوتا ہے؟

جواب: علامت مضارع کا مابعد اگر ساکن ہو تو ہمزہ وصلی کا اضافہ کیا جاتا ابتداء بالساکن سے بچنے کے لیے، ہمزہ وصلی مضموم اس وقت ہوتا ہے جب فعل مضارع کا ما قبل مضموم ہو جیسے "اُنْصُرْ" اور اگر ما قبل حرف مفتوح یا مکسور ہو تو تو ہمزہ وصلی مکسور ہو گا جسے "اِسْمَعْ، اِضْرِبْ، اِحْمَرِرْ اِقْشَعْرِرْ، اِبْرَنْشِقْ، اِقْوَهْدِدْ، اِقْعَنْسِسْ" وغیرہ، آخر کے ما قبل کے مکسور ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصلی مکسور ہوتا یا ہمزہ وصلی میں اصل کسرہ ہے تو اس لیے مکسور ہوتا یا جمہور کے نزدیک ہمزہ وصلی اصل میں ساکن تھا تو جب ساکن کو حرکت دی جاتی ہے تو کسرہ کے ساتھ دی جاتی ہے تو کسرہ کے ساتھ دی جاتی ہے، آخر کے ما قبل کی وجہ سے ہمزہ وصلی مضموم ہوتا یا ہمزہ وصلی کو آخر کے ما قبل مضموم ہونے کی صورت میں کسرہ دیتے جو کہ اصل ہے تو اس سے کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم تھا جو کہ ثقل کا باعث ہے، ہمزہ وصلی کا ما قبل مفتوح ہونے کے باوجود ہمزہ وصلی مفتوح نہیں بلکہ مکسور اس لیے ہوتا کہ اگر اسکو فتحہ دے دیں تو اس کا فعل مضارع واحد متکلم کے صیغہ کے ساتھ التباس لازم آتا جب فعل مضارع کا صیغہ ساکن ہو جسے " اِن تمنَعْ اَمنَعْ" تو اس میں "امنَعْ" کے بارے میں پتہ نہیں چلتا تھا کہ امر کا صیغہ ہے یا مضارع کا ہے۔

تحریر نمبر(39)

اسم تفضیل کے عمل کی تفصیل

سوال: اسم تفضیل کون کونسی چیزوں میں عمل کرتا ہے؟

جواب: اسم تفضیل اسم ضمیر فاعل، مفعول لہ، مفعول فیہ، مفعول معہ، حال اور تمیز میں عمل کرتا ہے، اسم ضمیر فاعل میں عمل کی مثال جیسے " زید الاضرب"، مفعول لہ میں عمل کی مثال جیسے " زید اکرم من بکر علما "، مفعول فیہ میں عمل کی مثال جیسے " زید اضرب منك الیوم"، مفعول معہ میں عمل کی مثال جیسے "عمرو اضرب من بکر و زیدا "، حال میں عمل کی مثال جیسے "زید اضرب منك راکبا "تمیز میں عمل کی مثال جیسے "زید افضل من بکر ابا"

اور اسم تفضیل مفعول بہ میں عمل نہیں کرتا خواہ مفعول بہ اسم ظاہر ہو یا اسم ضمیر ہو اور اسم ظاہر فاعل میں عمل کرنے کے حوالے سے تین مذہب ہیں

1 - بعض کے نزدیک اسم ظاہر فاعل میں بغیر کسی شرط کے عمل کرتا ہے

2 -بعض کے نزدیک بغیر کسی شرط کے اسم ظاہر فاعل میں عمل نہیں کرتا

3- بعض کے نزدیک، بمعنی فعل ہو کر تین شرائط پائے جانے کے وقت عمل کرتا ہے اور اگر شرائط نہ پائی جائیں تو عمل نہیں کرتا۔

تحریر نمبر(40)

مضارع معروف میں علامات مضارع مضموم و مفتوح ہونے کی وجہ

سوال: مضارع معروف میں علامات مضارع مضموم و مفتوح کب ہوتی ہیں؟

جواب: فعل مضارع معروف میں علامات مضارع اس وقت مضموم ہوتی ہیں جب اس کی ماضی میں چار حروف ہوں خواہ وہ اصلی ہوں یا زائدہ ہوں جیسے "یُقابِل" میں علامت مضارع یاء مضموم ہے اس کی ماضی قابَل میں چار حروف

(ق،ا،ب،ل) کے ہونے کی وجہ سے اور مفتوح اس وقت ہو گی جب اس کی ماضی میں چار حروف نہ ہوں یعنی تین ہوں یا پانچ یا چھ ہوں جیسے "یَضْرِب" میں علامت مضارع یاء مفتوح ہے اس کی ماضی " ضَرَبَ "میں چار حروف (ض، ر،ب) کے نہ ہونے کی وجہ سے، اسی طرح" یَجْتَنِبُ "میں علامت مضارع یاء مفتوح ہے اس کی ماضی "اِجْتَنَبَ" میں چار حروف (ء،ج،ت،ن،ب) کے نہ ہونے کی وجہ سے اور علامت مضارع مضموم ثلاثی مزید فیہ کے تین ابواب یعنی باب افعال، تفعیل اور مفاعلہ میں ہوتی ہے اور رباعی مجرد کا ایک باب نیز ملحق برباعی مجرد کے سات ابواب میں ہوتی ہے اور ثلاثی مزید فیہ کے ذکر کردہ تین ابواب اور رباعی مجرد کا ایک باب اور ملحق برباعی مجرد کے سات ابواب کے علاوہ ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید فیہ، رباعی مزید فیہ اور ملحق برباعی مزید فیہ میں علامت مضارع مفتوح ہوتی ہے۔

تحریر نمبر (41)

فعل مضارع مرفوع، منصوب اور مجزوم کی پہچان

سوال: فعل مضارع مرفوع، منصوب اور مجزوم کی پہچان کیسے کی جائے؟

جواب: وہ فعل جس کے شروع میں علامت مضارع میں سے کوئی ایک ہو تو اس فعل کو دیکھیں کہ اس پر "اَن، لَن، کَی ،اِذنْ اور لم، لما، لام امر، لا نھی و ان شرطیہ "میں سے کوئی ایک ہے یا نہیں اگر کوئی ایک بھی نہ ہو تو اس وقت فعل مضارع مرفوع ہو گا اور اگر ہو تو پھر دیکھیں کہ "ان، لن، کَی و اذن "میں سے کوئی داخل ہے یا "لم، لما، لام امر، لانھی و ان شرطیہ" میں سے کوئی ایک داخل ہے اگر" اَن، لن، کَی و اذن "میں سے کوئی ایک داخل ہو تو فعل مضارع منصوب ہو گا اور" لم، لما، لام امر، لانھی و ان شرطیہ" میں سے کوئی ایک داخل ہو تو فعل مضارع مجزوم ہو گا۔

تحریر نمبر(42)

اسم فاعل،اسم مفعول اور صفت مشبہ کی پہچان کا طریقہ کار

سوال:اسم فاعل،اسم مفعول اور صفت مشبہ کی پہچان کیسے کی جائے؟

جواب:وہ اسم جو مصدر سے مشتق ہو اس کو دیکھیں کہ وہ ایسی ذات پر دلالت کر رہا ہے جس کے ساتھ مصدری معنی قائم ہو یا ایسی ذات پر دلالت کر رہا ہے جس پر مصدری معنی واقع ہو اگر وہ ایسی ذات پر دلالت کر رہا ہے جس پر مصدری معنی واقع ہو تو اسم مفعول جیسے "زید مضروب" اور اگر ایسی ذات پر دلالت کر رہا ہے جس کے ساتھ مصدری معنی قائم ہو تو پھر اس کو دیکھیں کہ وہ مصدری معنی بطور حدوث کے قائم ہے یا بطور ثبوت کے اگر بطور حدوث کے قائم ہو تو اسم فاعل جیسے " زید ضارب" اور اگر بطور ثبوت کے قائم ہو تو صفت مشبہ ہو گا جیسے "زید کریم ابوہ"

تحریر نمبر(43)

صفت مشبہ کا اپنے معمول کو نصب دینا

سوال: کیا صفت مشبہ اپنے معمول کو نصب دیتا ہے؟

جواب: صفت مشبہ اپنے معمول کو نصب دیتا ہے لیکن اس کا معمول ترکیب میں کیا بنے گا اس میں اختلاف ہے

1- بصریوں کے نزدیک جب معمول معرفہ ہو تو اس صورت میں مشابہ مفعول بہ بنے گا کیونکہ صفت مشبہ کا مفعول بہ نہیں آتا اس کے لازم ہونے کی وجہ سے اور اگر معرفہ نہ ہو یعنی نکرہ ہو تو اس صورت میں اس کا معمول تمیز عن النسبت ہو گا کیونکہ بصریوں کے نزدیک تمیز کا نکرہ ہونا ضروری ہے۔

2 - کوفیوں کے نزدیک چاہے معمول معرفہ ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں معمول تمیز عن النسبت ہو گا کیونکہ ان کے نزدیک تمیز کا نکرہ ہونا ضروری نہیں بلکہ تمیز معرفہ بھی ہو سکتی ہے۔

3- بعض نحویوں کے نزدیک معمول نکرہ ہو یا معرفہ ہو دونوں صورتوں میں مشابہ مفعول بہ بنے گا۔

تحریر نمبر (44)

اضافت لفظیہ اور معنویہ کی پہچان

سوال: اضافت لفظیہ اور معنویہ کی پہچان کیسے کی جائے؟

جواب: اضافت لفظیہ کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ جب ایک اسم کی اضافت دوسرے کی طرف ہو تو وہاں دیکھیں پہلا اسم صیغہ صفت ہے یا نہیں اگر نہ ہو تو اضافت معنویہ جیسے "کتاب الطهارة"، اور اگر صیغہ صفت ہو تو پھر دیکھیں اس کی معمول کی طرف اضافت ہے یا نہیں، اگر معمول کی طرف اضافت نہ ہو تو بھی اضافت معنوی جیسے "کریم البلد"، اور اگر معمول کی طرف اضافت ہو تو پھر دیکھیں حال یا استقبال کے معنی میں ہے یا نہیں، اگر نہ ہو تو پھر بھی اضافت معنویہ جیسے "زید ناصر بکر أمس" اور اگر ہو تو اضافت لفظیہ ہو گی جیسے بکر ناصر اخوہ

تحریر نمبر (44)

"مُرضع"اور"مُرضعة"کے درمیان فرق

سوال:" مُرضع"اور"مُرضعة"کے درمیان کیافرق ہے؟

جواب :"مرضع"اور"مرضعة"کے درمیان دواعتبار سے فرق کیاجاتاہے

1- لفظی

2- معنوی

لفظی:اس طرح کہ "مرضع"کی جمع"مراضع"آتی ہے جب کہ "مرضعة "کی جمع"مرضعات"آتی ہے

معنوی :اس طرح کہ "مرضع "اس عورت کو کہاجاتاجس میں دودھ پلانے کی صلاحیت ہو لیکن فی الحال پلانہ رہی ہو

اور" مرضعة "اس عورت کو کہاجاتاجس میں دودھ پلانے کی صلاحیت کے ساتھ ساتھ وہ فی الحال پلا بھی رہی ہو اور اسی طرح "حائض وحائضة "اور"حامل وحاملة"کے درمیان بھی فرق ہے،لفظی:فرق کہ" حائض "کی جمع "حوائض "اور" حائضه"کی جمع"حائضات"اور"حامل "کی جمع"حوامل "اور"حامله"کی جمع"حاملات"آتی ہے،معنوی :فرق یہ کہ"حائض "اس عورت کو کہتے جس میں حیض کی صلاحیت ہو لیکن فی الحال حیض والی نہ ہو اور" حائضه"اس عورت کو جس میں حیض کی صلاحیت کے ساتھ ساتھ حیض والی بھی ہو اور" حامل "اس کو کہتے جس میں حمل کی صلاحیت ہو لیکن فی الوقت حمل والی نہ ہو اور"حامله "اس عورت کو کہاجاتاجس میں حمل کی صلاحیت کے ساتھ ساتھ حمل والی بھی ہو۔

تحریر نمبر(45)

"ماأکذبَ زیدا" کی نحوی تحقیق

سوال:" ما اکذبَ زیدا "میں "ما" کونسی ہے نیز اسکی ترکیب اور ترجمہ کیسے ہوگا؟

جواب : "ما اکذب زیدا "میں جو "ما" ہے اس کے بارے میں تین مذھب ہیں

1-امام سیبویہ کے نزدیک "ما" بمعنی" شیء یا شیءعظیم" ہے اور ترکیب میں مبتدا اور" اکذب "فعل اس میں "ھو"ضمیر فاعل زیدا مفعول بہ ملکر مبتدا کی خبر،

ترجمہ: کسی چیز یابڑی چیز نے زید کو جھوٹا قرار دیا

2 - امام اخفش اور کوفیوں میں سے ایک گروہ کے نزدیک "ما"موصولہ بمعنی الذی اور" اکذب زیدا"فعل + فاعل + مفعول بہ ملکر مبتدا ٔ خبر محذوف" شیء یا شیءعظیم"،

ترجمہ: جس نے زید کو جھوٹا قرار دیا وہ کوئی چیز ہے یابڑی چیز ہے

3-امام فراء اور کوفیوں میں سے دوسرے گروہ کے نزدیک "ما"استفہامیہ بمعنی "ایّ شیء"مبتدا اور مابعد" اکذب زیدا "فعل + فاعل + مفعول بہ ملکر خبر

ترجمہ: کس چیز نے زید کو جھوٹا قرار دیا ہے؟

اور یاد رکھیے گا کہ پہلے مذہب میں" ما "بمعنی "شیء"نکرہ ہونے کے باوجود امام سیبویہ کے نزدیک مبتدا ہے یا پھر "شر اھر ذاناب"کی طرح نکرہ مخصوصہ ہے۔

تحریر نمبر(46)

"مارأیت منذ یومان" میں "یومان" کا مرفوع ہونا

سوال:"ما رأیت منذیومان "میں "یومان" مرفوع کیوں ہے؟

جواب : "مذ" اور "منذ" کی دو قسمیں ہیں

1 - اسمیہ

2 - حرفیہ

جب حرف ہوں گے تو اس وقت ان کا مابعد مجرور ہو گا اور یہ خود حرف جار ہوں گے اور جب اسم ہوں گے تو اس وقت ان کا مابعد مرفوع ہو گا اور اس مثال میں "منذ" اسم ہے اور اس کا مابعد "یومان" مرفوع ہے اور اس کا مابعد " یومان" مرفوع یا تو مبتدا کی خبر ہونے کی وجہ سے ہے تو اس صورت میں اس کا مبتدا "منذ" ہے یا "وقت انقطاع رؤیتہ "ہے اور اصل عبارت "وقت انقطاع یومان" ہو گی یا "کان" تامہ کا فاعل ہونے کی وجہ سے "یومان" مرفوع ہے تو اصل عبارت ہو گی "کان یومان" یا "مضی" فعل کا فاعل ہونے کی وجہ سے "یومان" مرفوع ہے تو اصل عبارت "مضی یومان" ہو گی اور "کان" تامہ کا فاعل یا "مضی" فعل کا فاعل بنانے کی صورت میں "منذ" مفعول فیہ محلا منصوب ہو گا۔

تحریر نمبر (47)

لفظ "حمراء" کی تحقیق

سوال:"حمراء" کی اصل کیا ہے نیز "حمراء "کی تثنیہ "حمراوان" میں ہمزہ تانیثی کو ثابت کیوں نہیں رکھا گیا یا یاء سے کیوں نہیں بدلا گیا؟

جواب :"حمراء "اصل میں"حمراا "تھاتو"حمراا "میں پہلا الف زائد اور مد کا ہے اور دوسرا الف تانیث کا ہے تو دوسرے الف کو ہمزہ سے بدلا الف زائدہ کے بعد آنے کی وجہ سے تو"حمراء"بن گیا پھر ہمزہ تانیثی کو جو اصل میں الف تانیثی تھا تثنیہ بنانے میں واؤ سے بدلا تو"حمروان"بن گیا اور ہمزہ تانیثی کو تثنیہ بنانے میں ثابت اس لیے نہیں رکھا کہ تانیث کی علامت کا درمیان میں آنا ناپسندیدہ ہے اور ہمزہ تانیثی کو تثنیہ بنانے میں یاء سے اس لیے نہیں بدلا کہ اس کی حالت نصبی اور جری میں دو یاء کا اجتماع ہو جاتا تھا جو کہ درست نہیں یا ہمزہ تانیثی کو یاء سے اس لیے نہیں بدلا کہ یاء کی بنسبت واؤ ہمزہ کے زیادہ قریب ہے اور ایسا ہوتا کہ ہمزہ کو واؤ سے بدل دیا جاتا ہے واؤ کے ہمزہ کے زیادہ قریب ہونے کی وجہ سے جیسے "اقّتت "سے"وقّتت" اور امام مبرّد نے مازنی سے ہمزہ تانیثی کو یاء سے بدلنے کو بھی نقل کیا ہے جیسے" حمراء "کی تثنیہ" حمرایان" لیکن زیادہ مشہور یہی ہے کہ"حمراء "کی تثنیہ میں ہمزہ تانیثی کو واؤ سے بدلا جائے۔

تحریر نمبر(48)

"حائض،حامل وطالق"کامؤنث ہونا

سوال:"حائض،حامل و طالق " مؤنث کیوں ہیں نیز مؤنث کی کونسی قسم ہیں؟

جواب:حائض،حامل اور طالق اس لیے مؤنث ہیں کہ مؤنث کی تین یا چار علامتوں میں سے ان کا چوتھا حرف مؤنث کی علامت تاء کے حکم میں ہے اور یہ سب مؤنث لفظی و حقیقی ہیں اور یادرکھیے گا لفظی کے دو معنی ہیں

1- وہ جس کے مقابلہ میں مذکر جاندار نہ ہو

2 - وہ جس میں علامت تانیث لفظا ہو خواہ اس کے مقابلہ میں مذکر جاندار ہو یا نہ ہو

اور لفظا بھی عام ہے کہ علامت تانیث لفظی حقیقی ہو یا لفظی حکمی ہو تو دوسری تعریف کے مطابق یہ تمام مؤنث لفظی ہیں اور پہلی تعریف کے مطابق سب مؤنث حقیقی ہیں کیونکہ ان سب کا اطلاق عورت پر ہوتا ہے اور عورت کے مقابل آدمی ہوتا ہے اور یہ بھی یاد رکھیے گا جمع مکسر اور جمع مؤنث سالم بھی دوسری تعریف کے مطابق مؤنث لفظی ہیں۔

تحریر نمبر (49)

لفظ "حیث" کی تحقیق

سوال: "حیث" کے کتنے معنی ہیں اور کب مبنی ہوتا ہے اور کب معرب نیز "حیث" کو کتنی طرح پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: "حیث" کے دو معنی ہیں:

1- مکان 2 - زمان

جمہور کے نزدیک مکان کے لیے آتا ہے اور امام اخفش کے نزدیک شرح المفصل والرضی میں ہے کہ کبھی زمان کے لیے بھی آتا ہے، اور "حیث" جب جملہ کی طرف مضاف ہو تو اس وقت مبنی ہو گا اور جب مفرد کی طرف مضاف ہو تو بعض کے نزدیک معرب ہو گا اور بعض کے نزدیک مبنی ہو گا اور جب مبنی ہو گا تو "حیث" کو تین طرح سے پڑھ سکتے ہیں

1- مبنی بر ضم 2 - مبنی بر فتح 3 - مبنی بر کسر

مبنی بر ضم اس لیے پڑھ سکتے ہیں کہ اس کو ان اسماء کے ساتھ مشابہت ہے جن کا مضاف الیہ معنوی طور پر محذوف ہوتا ہے اور مبنی بر فتح تخفیف کی وجہ سے پڑھ سکتے ہیں اور مبنی بر کسر اس لیے پڑھیں کہ جب ساکن کو حرکت دی جاتی تو کسر کے ساتھ دی جاتی ہے۔

تحریر نمبر (50)

مستثنیٰ کا عامل ناصب کونسا ہے؟

سوال: مستثنیٰ کا عامل ناصب کونسا ہے؟

جواب: شرح الشرح میں: مستثنیٰ کے عامل ناصب کے بارے میں علماء نحاۃ کے چھ موقف ذکر کیے گے ہیں۔ 1-امام مبرد جو کہ کوفیوں میں سے اور امام زجاج جو کہ بصریوں میں اور امام جرجانی کے نزدیک مستثنیٰ کا عامل ناصب "الا" حرف استثناء قائم مقام "أَسْتَثْنِی" کے ہے جیسے کہ منادی کا عامل حرف ندا قائم مقام "ادعو" کے ہے، 2-بصریوں کے نزدیک مستثنیٰ کا عامل ناصب اس سے پہلے فعل یا معنیٰ فعل ہے، 3-امام کسائی جو کہ کوفیوں میں سے ہیں ان کے نزدیک "أنّ" حرف مشبہ بالفعل مقدر مستثنیٰ کا عامل ناصب ہے جس کی خبر محذوف ہے جیسے "جاءنی القوم الا زیدا" کی اصل عبارت "جاءنی القوم الا أنّ زیدا لم یجئ" ہے، 4-امام فراء کے نزدیک "إنّ" حرف مشبہ بالفعل ہے اور "الا" کی اصل "إنّ" اور "لا" عاطفہ ہے اور دوسری نون کو حذف کر کے پہلی کا نون کا لام میں ادغام کیا تو "الا" ہو گیا، جیسے "جاءنی القوم الا زیدا" کی اصل عبارت "جاءنی القوم إنّ زیدا لا جاء" ہے 5-بعض کے نزدیک "استثنی"

عامل ناصب ہے جیسے منادی منصوب ہوتا ہے عامل ناصب "ادعو" کے ساتھ، 6- بعض کے نزدیک مستثنیٰ منہ اس کا عامل ناصب ہے۔

کتبہ :ابو الانس محمد عامر رضا الحنفی العطاری المدنی عفی عنہ

نوٹ:

الحمدللہ عزوجل !

ہماری انس آن لائن اکیڈمی کے تحت مختلف علوم وفنون پر تدریسی کورسز کا ایک معیاری نظام قائم کیا گیا ہے، جہاں طلبہ وطالبات کو نہایت منظم اور مستند انداز میں یہ کورسز کروائے جاتے ہیں۔

جن علوم وفنون پر تدریسی کورسز کروائے جاتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

- ☆ علم الصرف والنحو (عربی گرامر کی مہارت کے لیے)
- ☆ منطق وفلسفہ (عقلی وفکری استدلال کو مضبوط بنانے کے لیے)
- ☆ علم الفرائض (میراث) (شرعی تقسیمِ وراثت کی گہرائی سے تفہیم)

اسی طرح دیگر کئی فنون (بلاغت، اصولِ فقہ واصولِ حدیث وغیرہ)

نیز ثانیہ تا دورۃ الحدیث تک تمام درجات کے تدریسی ٹیسٹ کی معیاری وتسلی بخش تیاری بھی کروائی جاتی ہے

تاکہ مرد وخواتین حضرات تدریسی امتحان میں کامیابی کے ساتھ علمی استقامت بھی حاصل کریں

مرد حضرات کو ماہر و قابل معلّم جبکہ خواتین کو باصلاحیت معلمہ کے ذریعے شرعی و تعلیمی آداب کا مکمل لحاظ رکھتے ہوئے تدریس کی جاتی ہے۔

مزید تفصیلات کے لیے درج ذیل نمبر زپر رابطہ فرمایئے

اسلامی بھائی: +923058853134

اسلامی بہنیں: +923143181637